SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, February 07, 2005

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at Forty Five minutes past six in the evening with Mr. Chairman (Mr.Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملٰٓئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا و ابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون ۝ نحن اولیٰؤکم فی الحیوٰۃ الدنیا و فی الاٰخرۃ ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم ولکم فیھا ما تدعون ۝ نزلاً من غفوررحیم ۝ و من احسن قولا ممن دعآ الی اللہ وعمل صالحا و قال اننی من المسلمین۔

ترجمہ، جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار خدا ہے پھروہ (اس پر) قائم رہے۔ ان پر فرشتے اتریں گے (اورکہیں گے) کہ نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو اور بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے خوشی مناؤ۔ ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی (تمہارے رفیق ہیں) اور وہاں جس (نعمت) کو تمہارا جی چاہے گا تم کو ملے گی اور جو چیز طلب کرو گے تمہارے لیے موجود ہوگی۔ یہ بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے۔ اور اس شخص سے بات کا اچھا اور

کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں۔

(سورہ حٰم سجدہ آیات ۳۰ تا ۳۳)

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللھم صلی علیٰ محمد و علیٰ آل محمد۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، جناب والا! Point of Order

جناب چیئرمین، کاکڑ صاحب! تشریف رکھیں ۔ میں ابھی آپ کی طرف آتا ہوں۔ ابھی ایک دو چیزوں کو نپٹا لوں۔ وسیم صاحب ۔

Senator Wasim Sajjad (Leader of the House): Sir, we have received a very sad news that a former Senator Muhammad Ibrahim Khan who belonged to the Awami National Party, has passed away. With your permission, I would like to move a resolution of condolence on behalf of the House.

CONDOLENCE RESOLUTION AND FATEHA

Mr. Chairman: Please go ahead.

Senator Wasim Sajjad: "This House expresses its deep sorrow on the sad demise of the former Senator Muhammad Ibrahim Khan . He belonged to the Awami National Party and was elected senator from the Frontier Province. He was a seasoned politician and a sincere political worker. He participated actively in the debates and proceedings of this House and made a valuable contribution. We offer our heartful condolence to the bereaved family and also I would say sir, to our collegues from the Awami National Party who are in this House and to all the members of the Awami National Party out of the House. May Allah

Almighty bless his soul. A copy of this resolution be sent to the family of the deceased.

Mr. Chairman: I think, this is a unanimous resolution and we may offer *fateha* also. Mualana Gul Naseeb Sahib.

سینیٹر وسیم سجاد، میرا خیال ہے کہ اس سے پہلے اسفند یار ولی خان کچھ کہنا چاہ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: اسفند یار صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

Senator Asfandyar Wali: Sir, I am grateful to the Leader of the House and to the House as a whole. Ibrahim Khan was a very dedicated, selfless worker. Replacement would be very difficult to find but that is the way life is. I am obliged to you and I am obliged to the whole House. I request, if you ask Maulana sahib to offer *fateha* for the bereaved.

(اس موقع پر فاتحہ پڑھی)

سینیٹر تنویر خالد: عبدالحفیظ شیخ صاحب کی والدہ کے لئے بھی دعا کی جائے۔

Mr. Chairman: We did on the other day but we offer fateha again.

مولانا صاحب! عبدالحفیظ شیخ صاحب کی والدہ کے لئے دعا کی جائے۔

(اس موقع پر فاتحہ پڑھی)

LEAVE OF ABSENCE

Mr. Chairman: I have some requests of Points of Order. Let me just cover up few issues then I will start to take the Points of Order. First we take the leave applications.

جناب ایس ایم ظفر نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر آج مورخہ 7 فروری کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، جناب مشاہد حسین سید نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 7 اور 8 فروری کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، جناب شاہد اکرم بھنڈر نے اطلاع دی ہے کہ وہ پہلے سے طے شدہ مصروفیات کی بنا پر مورخہ ، اور ۸ فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ جناب محمد نصیر خان نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر لاہور میں ہیں اس لیے آج مورخہ ، فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ محترمہ انیسہ زیب طاہرخیلی نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر اسلام آباد سے باہر ہیں۔ اس لیے آج مورخہ ، فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گی۔ جناب محمد علی درانی نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر بہاولپور میں ہیں۔ اس لیے آج مورخہ ، فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

Before I take the points of order, I would like to share with you some feedback that I have from our honourable colleagues in the Senate regarding observation of certain Rules & Procedure or Acts or certain norms, keeping in mind the decorum of the House. One of these is the use of Mobile phones. In the House or the galleries, it should not be there at all, not behind newspapers or binding down. We should make it sure that we do not have the Mobile phones ringing here but if you want we can have a system and someone can collect them outside. We can even put somebody there to answer them for you if you feel comfortable with that. The choice is yours but we should not be having Mobile phones in

the House, in the Chamber and in the galleries also.

Other is talking amongst themselves. Again it was said that this can be done in the lobby nearby, you can hear the proceedings also and if at all, it is necessary it should be at a very low volume but it could be discouraged.

Then there was reading of newspapers. That should be dispensed with.

The other two things were that we get up to speak together. If we can just be patient and wait for a turn and also when the Chair is speaking, please listen to the Chair. This is not I am saying, it was also the feedback as well. And whenever we cross, we should not question for the requirement of decorum. So, this may please be kept in mind. I think this is a good thing and we should share in it and participate in it. We will now take up the points of order. Mr. Ahmed Ali. We are just going to noting them down that whenever you want to stop, we will stop. One at a time, that we just note down. I have some names with me already As I requested earlier, please if you can let me know before then it will be easier for me to let you know what the extent of it is.

POINTS OF ORDER

RE: NEGATIVE REPORTING AGAINST MQM

سینیٹر احمد علی، پوائنٹ آف آرڈر ۔ Thank you Mr. Chairman. میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ ہماری پارٹی نے بلوچستان کے اوپر ایک stand لیا تھا اور سارے پاکستان کے لیے ہماری پارٹی کا یہی stand ہے کہ کہیں بھی ملٹری فورس نہیں استعمال ہونی

چاہیے لیکن ایسا لگ رہا ہے کہ اس کے repercussion کے طور پر کچھ اخباروں نے negative report چھاپنی شروع کر دی ہے۔ کچھ دن پہلے ایک اخبار نے یہ رپورٹ چھاپی جس میں یہ دکھایا گیا کہ ہم نے سونامی کے لیے کچھ روپے اکٹھے کیے۔ میں نے خود چالیس containers وہاں سے dispatch کیے جو بالکل صحیح spirit میں کام تھا۔ اس کے بعد ہم نے دیکھا کہ اخبار نے دو دن پہلے ایک اور خبر لگا دی کہ ایم کیو ایم نے کہیں جھنڈا جلانے کی کوشش کی ہے۔ جناب چیئرمین! یہ بات گورنمنٹ کے لئے بہت ہی embarrassment کا باعث ہے۔ ہم آپ کے allied partners ہیں، ہم نہیں چاہتے کہ پرویز مشرف صاحب اس طرح سے embarrass ہوں یا ہم نہیں چاہتے کہ پرائم منسٹر صاحب اس طرح سے embarrass ہوں، ہم نہیں چاہتے کہ economy جو اتنی اچھی چل رہی ہے اس کو embarrass کیا جائے۔ یہ بہت صحیح direction میں چل رہی ہے۔ ان کو کچھ لوگ چلنے نہیں دینا چاہتے ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے مشرقی پاکستان میں جو چیزیں ہوئی تھیں وہ یہ چاہتے ہیں کہ یہاں پر بھی یہ repeat ہونے لگیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ ان لوگوں کے خلاف action لیا جائے۔ گورنمنٹ کو چاہیے کہ ان لوگوں کے خلاف action لے تاکہ ہم بھی کسی کونے میں بیٹھیں۔ Thank you Mr. Chairman

جناب چیئرمین: سعدیہ عباسی صاحبہ۔

Senator Saadia Abbasi: Thank you Mr. Chairman. I have two points to make and I will be very quick . One relates to an article in the "Dawn" of 2nd February which relates to the 2000 Cantonment Dwellers seek Musharraf's help . That these people are living in the Multan Cantonment .

(اس موقع پر پریس گیلری سے پریس واک آؤٹ کر گیا)

سینیٹر میاں رضا ربانی (قائد حزب اختلاف): Saadia can I just have one minute? - جناب چیئرمین صاحب! یہ جو پریس گیلری کا walkout ہے، یہ غالباً کراچی میں دو اخبارات ہیں، ان کے Reporters پر Official Secret Act کے تحت مقدمات درج ہوئے ہیں -

یہاں پر جو احمد علی صاحب نے ابھی point of order اٹھایا تھا یہ اسُ سے related ہے۔ میں یہاں پر صرف اتنا عرض کرنا چاہوں گا کہ احمد علی صاحب نے جو بات کی کہ یہ چیزیں اخبارات میں شائع ہوئی ہیں تو آج یہ بات ثابت ہوگئی کہ جب حکومت نے Official Secret Act کے تحت ان اخبارات کے خلاف action لیا تو حکومت کی کوئی نہ کوئی اپنی internal information یا جو اس میں letter کا کہا گیا ہے وہ ضرور لکھا گیا تھا۔ لہذا میں نہیں سمجھتا کہ اس میں اخبارات کی کوئی غلطی تھی، میں ان کے point of view سے بالکل agree کرتا ہوں کہ وہ اگر coalition میں بیٹھے ہوئے ہیں تو coalition partners کو اس طرح treat نہیں کیا جاتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس واقعے کو حکومت استعمال کر رہی ہے تاکہ وہ پریس کو gag کرے، پریس کو pressure میں لائے۔ ان کے خلاف Official Secret Act کے تحت مقدمات بنائے گئے ہیں تاکہ ایک lesson اخباری کارکنوں اور Journalists کو جائے کہ اگر آپ ایسی کوئی بھی چیز کریں گے تو پھر حکومتی دباؤ آپ پر آئے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ freedom of the press پر ایک قدغن ہے۔ حکومت پہلے اپنے معاملات درست کرے پھر اس کے بعد وہ اخبارات کی طرف رجوع کرے۔

جناب چیئرمین، کامل علی آغا صاحب آپ ذرا مہربانی کر کے پریس سے رابطہ کریں، شہزاد وسیم صاحب آپ بھی ساتھ جائیں۔ جی بابر غوری صاحب۔

سینیٹر بابر خان غوری (وفاقی وزیر برائے بندرگاہ و جہاز رانی)، شکریہ جناب چیئرمین، میں احمد علی صاحب کی بات کو تھوڑا سا clarify کر دوں کہ ان کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ کچھ لوگ جو کہ حکومت کے ماتحت افسران ہیں یا ایجنسی میں کچھ ایسے لوگ بیٹھے ہیں جو کہ شاید حکومت کے خلاف کام کر رہے ہیں اور اس قسم کے مواد provide کر رہے ہیں، انہوں نے اخبارات کو target نہیں کیا۔ ظاہر ہے آزادی صحافت کو ہم بالکل support کرتے ہیں اور ان کا احترام کرتے ہیں اور ہونا بھی چاہیے لیکن وہ لوگ جو حکومت میں رہ کر حکومت کے خلاف کام کر رہے ہیں اور ایسی reports بنا رہے ہیں، اِن کا مقصد اُن کی مذمت کرنا ہے اور میں clear کردوں کہ حکومت سے، صدر صاحب سے اور وزیر اعظم سے جو انہوں نے مطالبہ کیا ہے کہ

actually یہ ان کے خلاف سازش ہو رہی ہے کہ وہ کون لوگ ہیں اور وہ کونسی قوتیں ہیں جو ایسے اقدامات کر رہی ہیں۔ اگر MQM کسی بات پر stand لیتی ہے اور وہ اس کا سیاسی اور جمہوری حق ہے کہ اگر اس کے خلاف اس قسم کے واقعات کئے جائیں کہ جس سے coalition میں گڑبڑ ہو بلکہ حکومت کمزور ہو تو یہ clarification بہت ضروری تھی، یہ اخبارات کے خلاف نہیں ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، میں بابر غوری صاحب کا شکر گزار ہوں کہ جو point of view میں نے رکھا، انہوں نے اس کی تائید کی۔

جناب چیئرمین، جی پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، شکریہ جناب چیئرمین۔ میں اس سلسلے میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک فوجی آپریشن کا تعلق ہے ہم سب اسے condemn کرتے ہیں، ہم سب نے اس پر stand لیا ہے اور بلوچستان جیسے بدقسمتی سے دھکیلا جا رہا ہے، وانا ہو، اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے، مسئلہ یہ نہیں ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر حکومت میں شریک پارٹیوں کے آپس میں معاملات ہیں تو اس کو اس طریقے سے کرنا اور اس کے نتیجے کے طور پر اخبارات کو نشانہ بنانا، یہ میں سمجھتا ہوں کہ بڑی ہی غلط چیز ہے۔ آپس کے جو ان کے معاملات ہوں اسے اندر بیٹھ کر discuss کریں اور اسے sort out کریں لیکن پریس کو نشانہ بنانا اور پریس کے ذریعے سے ایک ایسی فضا بنانا، خود Official Secret Act کا استعمال اس معاملے میں serious چیز ہے۔ اس لئے میں چاہوں گا اسے MQM کا issue نہ سمجھا جائے بلکہ freedom of press پر جو حملہ کیا جا رہا ہے اس پہلو سے حکومت کو اپنا دامن صاف کرنا چاہیے اور وہ اپنے آپس کے اختلافات dirty linen اندر بیٹھ کر دھوئیں، اسے باہر نہ لائیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، جی محمد علی بروہی صاحب۔

سینیٹر محمد علی بروہی، جناب چیئرمین! بہت شکریہ، مہربانی۔ میں اسی بات کو point or order پر یہ clear کروں گا کہ میرے معزز سینیٹر احمد علی بھائی نے جیسے کہا کہ

متحدہ قومی موومنٹ اور قائد تحریک الطاف حسین بھائی نے بلوچستان کے حوالے سے ایک stand لیا ہے۔ ہم نہیں چاہتے ہیں کہ بلوچستان میں کہیں بھی فوجی operation ہو۔ اس کے بعد جو Government کے اندر ایسے لوگ، ایسے عناصر جو اس Government کو مضبوط دیکھنا نہیں چاہتے ہیں، جنہوں نے زہر افشانی شروع کر دی ہے اور خاص طور پر متحدہ قومی موومنٹ کے خلاف۔ جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے یہ عرض کروں گا کہ ان عناصر کے خلاف سخت اقدام اٹھایا جائے جو اس طرح کی زہر افشانی کر رہے ہیں اور اس سے لوگوں کو خلاف کر رہے ہیں کہ وہ پاکستان کو، President صاحب کو، Prime Minister صاحب کو کبھی مضبوط نہیں دیکھنا چاہتے ہیں - میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہم لوگ آزادی صحافت کے قائل ہیں اور صحافت کی عزت کرتے ہیں۔ صرف یہ گزارش ہے کہ ان لوگوں کی نشاندہی کی جائے جو لوگ اس طرح کی باتیں کر رہے ہیں۔ Thank you چیئرمین صاحب۔

جناب چیئرمین، میں آتا ہوں، میں باری باری آتا ہوں کیونکہ کافی لمبی list ہے، جسے آپ زیادہ important سمجھتے ہیں، وہ مجھے بتا دیجیئے گا، I will go down the list, as I have noted the name, سعدیہ عباسی صاحبہ۔

Senator Saadia Abbasi: Mr. Chairman! I would just like to place this paper on the record of the House. It relates to 2000 cantonment dwellers in Multan who have saught the help of General Pervaiz Musharraf that they have been dislocated from their lands. The relevant person in the Government should take notice of this and they should rectify the grievances of these people.

Mr. Chairman! my second issue relates to the use of official car, there was a news item on the 2nd of February in the 'News' which relates to the use of 17 million rupee Mercedez Benz, bullet proof car which is in the use of the leader of the ruling party and there is no provision in the rules of the Government of Pakistan for a person to use an official car for his personal use. And related to that there was another news item of December 16th in the 'Dawn' which relates to fact that Mr. Aftab Sherpao has sort exemption from duty for a car that he imported forhis personal use. I would like to place the documents on the floor of this House. I would like the relevant officers of the Government of Pakistan or the ministers to respond to this because there is no provision under the rule or anywhere that somebody can seek exemption from Custom Duty or Sales Tax or that somebody should get undue benefit of his position. Sir, I would just like to place these two papers on the record of this House. Thank you.

Mr. Chairman: Mr.Raza Muhammad Raza.

سینیٹر رضا محمد رضا: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین! آج کوئٹہ میں، حکومت کے تمام مسلح اداروں نے ہمارے پشتونخواہ ملی پارٹی کے مرکزی سیکرٹریٹ کا تمام دن محاصرہ رکھا؛ کوئٹہ کی تمام roads کو بند رکھا۔ جناب چیئرمین! drought کے خلاف، بدترین قحط سالی کے خلاف آج کے دن ہماری پارٹی نے ایک پرامن احتجاج کا اہتمام کیا تھا، کوئٹہ میں ایک مظاہرہ ہونا تھا۔ اس کے لئے ہم نے پندرہ دن پہلے درخواست دی تھی، اس کی باقاعدہ اجازت لی تھی لیکن آج تمام دن کوئٹہ میں کرفیو کا سماں تھا، تمام roads بند تھیں، ایک harassment کی صورت حال تھی، عوام کے تمام راستے عوام بند تھے۔ پورا دن یہ سلسلہ چلتا رہا اور بالآخر کوئٹہ کے city ناظم کی مداخلت سے آخری time پر وہ جلسہ کرنے دیا گیا۔

جناب چیئرمین! پارٹی کا مطالبہ یہ ہے کہ بدترین قحط سالی کے بعد قدرت نے رحم فرمایا ہے، بارشوں کا سلسلہ شروع ہوا ہے لیکن یہ تمام پانی ضائع جا رہا ہے، اگر ہنگامی بنیادوں پر پانی ذخیرہ کرنے کے لئے انتظام نہ ہوا تو صوبے کو ان بارشوں کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ اس کے لئے provincial government نے جو dam propose کیا ہے جو check dams بنانے کے

لئے کہا گیا ہے، اس پر ہنگامی بنیادوں پر عمل کیا جائے۔ اس برحق مطالبے کے خلاف جب آپ تحریر و تقریر کے تمام راستے بند کرتے ہیں تو پھر بلوچستان میں یہی ہو گا ۔ لوگ غیر روایتی طریقے استعمال کرنے پر مجبور ہوں گے، طاقت کا استعمال کرنے پر۔ جناب چیئرمین! میرا point of order یہ ہے کہ ذمہ دار اداروں کا notice لیا جائے اور یہ پوچھا جائے کہ یہ وجہ کیا تھی کہ اتنے بڑے پیمانے پر harassment کی گئی، لوگوں کو پورا دن کام سے بھی روکا گیا اور اس میں ہر قسم کے تصادم کے امکانات تھے ۔ اس کا نوٹس لیا جائے اور ذمہ دار لوگوں کو اس کی سزا دی جائے۔

جناب چیئرمین، مہیم خان بلوچ ۔

سینیٹر مہیم خان بلوچ، جناب چیئرمین! بہت بہت شکریہ ۔ میرے خیال میں تمام دوستوں کے علم میں ہوگا کہ کراچی میں گزشتہ دو تین مہینے سے امن و امان کا مسئلہ بہت سنگین ہوتا جا رہا ہے ۔ بلوچی اتحاد کے علمبردار انور بھائی جان کو کچھ دن پہلے ڈرگ مافیا کے لٹیرے، بدمعاش یا بنی نوع انسان کے خلاف ایک ٹولے نے شہید کردیا لیکن اب تک حکومت کی طرف سے کوئی کارروائی عمل میں نہیں آئی ۔ انور بھائی جان کا قصور یہی تھا کہ وہ تعلیم، سوشل سیکٹر اور امن و امان کے حوالے سے لیاری یا گرد و نواح میں جو بلوچ رہتے ہیں ان کی دیکھ بھال اور ان کے مستقبل کے حوالے سے کام کر رہے تھے اور بالخصوص انور بھائی جان نے ایک بہت بڑا پروگرام ڈرگ مافیا کے خلاف اور عوام کو منشیات سے دور رکھنے کے لئے ایک مہم چلائی تھی ۔ ظاہری بات ہے کہ جب اس مافیا کے خلاف آواز بلند کی تو انہوں نے برداشت نہیں کیا اور سرعام ان کو شہید کردیا ۔ جس ڈرگ مافیا نے ان کو شہید کیا ہے وہ اب بھی سرعام لیاری اور کراچی میں پھر رہے ہیں۔ صوبائی یا مرکزی حکومت کی طرف سے ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوتی۔ عالمی فورم بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ہاں یا پاکستان میں ڈرگ مافیا کا سلسلہ ہے اور یہاں سے یورپ اور دوسرے ممالک کو منشیات جاتی ہیں۔ اس سلسلے میں ہمیں وہاں سے امداد بھی ملتی ہے کہ ہم اس چیز کا خاتمہ کریں۔ اپنے گھر میں اس قسم کی تنظیموں کے خلاف کام کرنے والوں کو تحفظ حاصل ہونا چاہیے تھا۔ اس لئے میں ایوان کو کہتا ہوں کہ اگر آپ مخلص ہیں تو یہ بنی نوع انسان

کے خلاف ڈرگ مافیا کی بڑی سازش ہے۔ ان کے خلاف کارروائی ہو اور ان کو گرفتار کرکے سزا دی جائے۔

ایک اور چھوٹی سی بات یہ ہے کہ ہمارے پارلیمنٹ لاجز کے پاس بلیوایریا کی جانب ایک کراس ہے۔ وہاں آج بھی ایک بہت بڑا حادثہ ہوا ہے۔ اس سے پہلے بھی ایک حادثہ ہوا تھا۔ میں اس ایوان کی طرف سے کہتا ہوں کہ وہاں کم از کم سگنل کا بندوبست ہو تاکہ آئندہ کے لئے تدارک ہو سکے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: یہ آپ نے کس جگہ کے متعلق بات کی ہے؟

سینیٹر مہیم خان بلوچ: ہمارے پارلیمنٹ لاجز کے پاس جب ہم بلیو ایریا کی جانب نکلتے ہیں تو وہاں ایک چھوٹا سا کراس ہے۔

جناب چیئرمین: کامل علی آغا۔

سینیٹر کامل علی آغا: جناب! پریس والوں کا شکریہ کہ وہ ہمارے کہنے پر اپنا بائیکاٹ ختم کرکے واپس پریس گیلری میں آگئے ہیں۔ میری وزیر داخلہ سے گزارش ہے کہ وہ ایوان میں اس بارے میں statement دیں۔

جناب چیئرمین: شہزاد وسیم۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم (وزیرمملکت برائے داخلہ): شکریہ۔ جناب! میں تہہ دل سے شکرگزار ہوں تمام صحافی برادری کا کہ انہوں نے واک آؤٹ ختم کیا اور پریس گیلری میں تشریف لائے۔ ہمیشہ سے موجودہ حکومت آزادی صحافت پر مکمل یقین رکھتی ہے اور یہ جو واقعہ کراچی میں ہوا، یہ میں نے اپنے صحافی بھائیوں کو explain کیا کہ یہ ایک صوبائی معاملہ ہے۔ ہم متعلقہ صوبائی حکومت سے اس سلسلے میں بات کرکے آزادی صحافت کے sense کو یقینی بناتے ہوئے ان سے گزارش کریں گے کہ اس معاملے کو دیکھا جائے۔ دوسرا ان کا بڑا مطالبہ ویج بورڈ ایوارڈ کے حوالے سے کی گئی یقین دہانیوں کے حوالے سے تھا۔ ابھی چونکہ متعلقہ منسٹر نہیں ہے، میری گزارش لیڈر آف دی ہاؤس سے ہے کہ وہ ان کے concerns متعلقہ وزارت تک پہنچائیں تاکہ فیصلہ ہو اور صحافیوں میں پھیلی ہوئی بے چینی کا خاتمہ ہو سکے۔

Mr. Chairman: Wasim Sahib, Please take it up.

جی کاکڑ صاحب ۔

RE: IMPLEMENTATION ON RECOMMENDATIONS BY SUB-COMMITTEE ON BALOCHISTAN.

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، جناب چیئرمین ! ہر مسئلہ اپنی جگہ انتہائی اہم ہے ۔ یہ جو بلوچستان کے مسئلے پر تین دن تک مسلسل بحث ہوئی ہے ۔ اب اس کو یہ سمجھا جائے کہ نشستند، گفتند، برخواستند ہے یا لیڈر آف دی ہاؤس یا وزیرمملکت اس ایوان کو یہ assure کرائیں گے کہ اس کو کوئی شکل دے کر آگے ارباب اختیار تک پہنچایا جائے گا؟ میری یہ گزارش ہے۔

جناب چیئرمین، دیکھیں اس میں مشاہد صاحب اور وسیم صاحب اپنی اپنی کمیٹیوں میں معزز ممبران نے جو جو اظہار کیا ہے اس میں وہ اس کو ضرور consider کرکے ان کی طرف توجہ دیں گے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، اگر سرکار کی طرف سے کوئی assurance ہو جائے۔

سینیٹر وسیم سجاد، جناب والا! اس چیز کا سب کو احساس ہے۔ میرا خیال ہے کہ ایوان کو بھی ہے اور حکومت کو بھی ہے کہ ان معاملات پر جتنی جلد از جلد غور کرکے مناسب فیصلے کئے جائیں لیکن میرے خیال میں ہمیں یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ کچھ معاملات ایسے ہوتے ہیں جن پر بہت غور و فکر consensus پیدا کرنے کے لئے consultation کے لئے ساتھیوں کے ساتھ مشورے کی ضرورت ہوتی ہے۔ میرے خیال میں اصل چیز یہ ہے کہ ہمیں چاہیے کہ جتنی جلدی ہو سکے ان مسائل کا حل تلاش کیا جائے۔ اس پر ہم پوری کوشش کریں گے اور میں یقین دلانا چاہتا ہوں کہ جہاں تک کمیٹی کا تعلق ہے کہ وہ کام کر رہی ہے اور وہ پوری کوشش کرے گی کہ جلد از جلد سفارشات مرتب کرکے حکومت کو پہنچا دے تاکہ ان پر مزید کوئی action لیا جا سکے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب والا! کوئی time دے دیں۔

سینیٹر وسیم سجاد: کم از کم میں تو کوئی time frame نہیں دے سکتا۔ میرے خیال میں کسی بھی چیز میں time frame دینا مناسب نہیں ہوگا لیکن اس کی اہمیت کا احساس ہے۔ میرا خیال ہے کہ جتنی جلدی ہو سکے اس پر کوشش کی جائے گی کہ سفارشات مرتب کی جائیں اور ان پر فیصلے کئے جائیں۔

جناب چیئرمین: جی رضا صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! میں وسیم صاحب سے آپ کے توسط سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ وہ حکومت پر اس بات کا زور ڈالیں۔ گوکہ وہ پچھلے ایک مہینے سے حکومت کو یہ بات باور کروا رہے ہیں لیکن آج دن تک حکومت کا موقف صوبائی خود مختاری کے اوپر sub کمیٹی کے سامنے نہیں آیا۔ حکومت کا موقف نہ آنے کی وجہ سے sub کمیٹی کا کام التواء میں پڑ رہا ہے۔ لہذا میں باقی تمام سیاسی جماعتوں کا، ہمارا proposal تھوڑا سا تاخیر میں آیا لیکن باقی تمام سیاسی جماعتوں کے proposals اب حکومت کے پاس ہیں۔ لہذا وسیم صاحب نے پہلے بھی ان کو کہا ہے لیکن آپ کے توسط سے، اس House کے توسط سے میں پھر وسیم صاحب سے اپیل کروں گا کہ وہ حکومت پر دباؤ ڈالیں کہ وہ جلد از جلد اپنی position دے تاکہ ان کی کمیٹی کا کام آگے بڑھ سکے۔

جناب چیئرمین: ایاز خان مندوخیل۔

سینیٹر ایاز خان مندوخیل: جناب چیئرمین! آج تک ہماری بلوچستان کے مسئلے پر جو باتیں ہوتی رہی ہیں، اس میں اکثر و بیشتر ہر چیز کو criticize کیا گیا ہے لیکن کچھ چیزیں ایسی ہیں جن کا ذکر یہاں پر میرے دوستوں نے کیا ہے، میں انہیں دوبارہ دہرانے کی کوشش نہیں کروں گا لیکن کچھ ایسی حقیقتیں ہیں جو شاید پورے House کو معلوم نہ ہوں۔ میں ان کو point out کروں گا۔ سب سے پہلے ہمارے گوادر کا مسئلہ ہے۔ ہم لوگ بلوچ یا پٹھان کہتے رہتے ہیں، اس سے کوئی یہ تاثر نہ لیں کہ ہم لوگ الگ ہیں۔ ہم ایک صوبے سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ چیز میں کہوں گا کہ میرے بلوچ بھائیوں نے پٹھانوں کو کسی بھی طریقے سے confidence میں

نہیں لیا ہے۔ یہ جو کہہ رہے ہیں کہ ہم گوادر پورٹ کو نہیں بننے دیں گے۔ اگر ان کا کوئی جائز مسئلہ ہے۔ وہ تو کمیٹی میں رکھا گیا ہے چاہے وہ پٹھانوں کا ہے یا بلوچوں کا ہے۔ ہر مسئلے کو رکھا گیا ہے۔ وہ کمیٹی ابھی solve کر رہی ہے لیکن گوادر کے مسئلے میں یہ جو چیز کہہ رہے ہیں گوادر میں بلوچوں کا استحصال ہو رہا ہے۔ Minority میں جا رہے ہیں۔ اس پر مجھے اعتراض یہ ہے کہ میرے انہی بھائیوں کا بھی جو اس House میں موجود ہیں، چاہے National Assembly میں ہیں، چاہے ہماری Provincial Assembly میں ہمارے بھائی ہیں، Ministers ہیں، MPAs ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ پورے بلوچستان کے لوگوں نے اور ہر ایک نے گوادر میں investment کی ہوئی ہے، چاہے بلوچ ہیں، چاہے پٹھان ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ان لوگوں کا خیال ہے کہ وہ minority میں چلے جائیں گے تو ہم لوگ کیوں ان زمینوں کو خرید رہے ہیں۔ یہی کراچی اور پنجاب والوں کو ہم جو زمین کروڑوں روپے میں بیچ رہے ہیں۔ وہاں سے ہم لوگ اونے پونے خرید رہے ہیں اور یہاں ان کو ہم کروڑوں میں بیچ رہے ہیں تو ہم کیوں وہ فائدہ کما رہے ہیں؟ انہیں ہم کمانے کیوں نہیں دے رہے ہیں؟ گوادر پر ہم لوگ جو criticize کر رہے ہیں۔ گوادر سے پہلے بلوچوں کے لئے جو کچھ بھی کیا گیا ہے۔ ایک دفعہ کوسٹل ہائی وے بنی ہے۔ کسی کو اس پر اعتراض نہیں تھا۔ پھر RCD ہائی وے بنی ہوئی ہے اور اس کا زیادہ ترحصہ بلوچوں کے علاقے میں ہے۔ آج تک، دو سال سے ہم تقریریں سن رہے ہیں۔ کسی سکول کے لیے، کسی کالج کے لیے یا کسی علاقے کے لیے کسی نے آج تک point out نہیں کیا۔ سب سے ضروری مسئلہ ہی یہ ہے کہ اگر ان چیزوں کو point out کرتے تو ان سب چیزوں کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔ ہماری اگلی نسل تو کم از کم ان باتوں میں نہ آتی۔

دوسری بات یہ ہے کہ نوابی اور سرداری system میں ہم لوگ جو کچھ کر رہے ہیں، اگر یہ حکومت، میں بھی انہی کے ساتھ ہوں، واقعی کچھ کر رہی ہے، چاہے بلوچوں کے ساتھ، چاہے نوابوں کے ساتھ، چاہے سرداروں کے ساتھ تو درست کر رہی ہے۔ اگر ہمارے یہ نواب کسی کے حق کے لیے کر رہے ہیں، اگر یہ حکومت کی properties کو چھیڑ رہے ہیں تو پھر وہاں پر چھاؤنیاں بننا 100% درست ہے۔ چھاؤنیوں کو کیوں criticize کرتے ہیں۔ ہم نے آج تک نہیں دیکھا کہ کسی بھی چھاؤنی سے کسی علاقے کو target کیا گیا ہو۔ چھاؤنیوں نے ہمیشہ اس

کو protect ہی کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ چھاؤنیوں کا اعتراض بالکل غیر مناسب ہے۔

تیسری چیز یہ کہ ہمارے جو بھی اعتراضات ہیں، چاہے بلوچوں کے ہیں، چاہے پٹھانوں کے ہیں، وہ سب مل کر، Opposition بھی اور ہم لوگ بھی، دونوں کمیٹیوں کو، جو long term Committee ہے اور جو short term Committee ہے، ان کو ہر قسم کی سفارش دے چکے ہیں۔ اس میں، میں بھی ان کے ساتھ ہوں۔ جو اعتراضات جائز ہیں، میں ان کے ساتھ ہوں۔

چوتھی بات یہ کہ ہم لوگوں کا سرداری system میں--------

(مداخلت)

جناب چیئرمین، ایاز خان صاحب مختصر کریں because point of order specific ہوتا ہے۔

سینیٹر ایاز خان مندوخیل، جناب! میں دو سال سے نہیں بولا ہوں، آج تو مجھے بولنے دیا جائے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، خان صاحب! point of order پر مختصر رکھیں۔

سینیٹر ایاز خان مندوخیل، آپ لوگوں کی تقریریں میں نے دو سال سنی ہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، بلیدی صاحب! تشریف رکھیے۔ آپ کو بھی موقع ملے گا۔ ایاز خان اس کو مختصر رکھیے۔ Order please. Let us hear the Leader of the House.

سینیٹر وسیم سجاد، اگر آج بلیدی صاحب، ثناء بلوچ یہ چیز مان لیتے ہیں کہ بلوچستان پر کوئی بھی بات کرنا point of order نہیں بنتا تو میں ان سے request کروں گا کہ یہ بھی چھوڑ دیں لیکن پھر انہیں وعدہ کرنا ہو گا کہ آئندہ بلوچستان پر point of order کوئی نہ اٹھائے۔

سینیٹر ایاز خان مندوخیل، جناب! مختصر سی بات۔ میں انہی سے یہ request کرتا ہوں کہ دو سال سے میں نے کبھی کوئی بات نہیں کی ہے اس لیے آج آپ بیٹھ جائیں اور مجھے سن لیں۔ اگر وہ حکومت کی property ہے، آپ اس طرح کریں کہ گوادر ہمارے ساتھ change

کرلیں، پٹھانوں کے ساتھ، ہم انہی اعتراضات کے ساتھ اس کو منظور کرتے ہیں۔ ہمیں سب کچھ منظور ہے، پورٹ بھی منظور ہے، سب کچھ منظور ہے۔ آپ اس طرح کرلیں کہ ہمارے پٹھانوں کے علاقے میں آجائیں۔

تیسری چیز، اپنی حکومت سے ایک بہت سخت گلہ ہے کہ اگر ہم باہر سے جانور بھی منگواتے ہیں تو اس کی نسل دیکھتے ہیں۔ یہاں پر آکر ہم لوگوں کو وزارتوں میں بٹھاتے وقت کسی کو نہیں دیکھا جاتا۔ ہمارے یہاں پر اس وقت Cabinet میں بھی موجود ہیں، سرداری نظام کو بھی criticize کرتے ہیں، وہاں پر بھتے بھی لیتے ہیں، مطلب یہ کہ وہ دو دھاری تلوار بنے ہوئے ہیں۔ یعنی وہ ملک کو بھی کھا رہے ہیں اور دوسری طرف Opposition سے بھی ملے ہوئے ہیں۔ مجھے اس بات پر سخت اعتراض ہے۔ ہمارے میر صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، میں point out کروں گا اس چیز کو، (XXXX)

جناب چیئرمین، آپ personal allegation نہ لگائیں مندوخیل صاحب۔ That should be expunged. اس چیز کا ایک طریقہ ہوتا ہے، آپ اس کو اس طرح نہیں کر سکتے۔ آپ تشریف رکھیے۔ ثناء اللہ بلوچ۔ Points of order should please be kept specifically to the point.

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ، شکریہ جناب چیئرمین۔ میں آپ کا مشکور ہوں۔ جس طرح میرے دوستوں نے احتجاج کیا، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ بلوچستان پر تین دن تک مسلسل بڑی شائستہ، مہذب اور مدلل سی یہاں پر debate ہوئی اور ہمارے جس دوست کو بھی اپنی چھاؤنیوں کی تعمیر کی غرض سے، اپنے استحصالی منصوبوں کو جاری رکھنے کے عمل میں، اپنی فوجوں کو بلوچستان پر مسلط کرنے کے حوالے سے کوئی دلیلیں تھیں تو وہ تین دن میں پیش کرتا۔ میرے دوست ایاز نے بڑی اچھی بات کی، میں نے خود بھی یہ کہا کہ لوگ Cabinet میں بھی بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ سردار بھی ہیں اور خود سرکار کی support میں ہیں۔ انہوں نے خود اس دن

(XXX) بحکم جناب چیئرمین الفاظ حذف کیے گئے۔

اپنی تقریر میں یہ بات کی تھی کہ 28 میں سے 4 سردار بلوچستان کی مظلوم اور محکوم عوام کے ساتھ ہیں جبکہ 21 سردار سرکار کی گود میں ہیں -

جناب چیئرمین، دہرائیں مت۔

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ، میں ایک بات آپ سے دوبارہ کروں گا کہ دیکھیں گوادر پیسے کمانے کا مسئلہ نہیں ہے۔ گوادر میں ایک سب سے بڑا fraud ہوا جو میں نے آپ کو اس سے پہلے بھی بتایا' Golden Palm Housing Scheme نے پاکستان میں اور بیرون پاکستان سمندر پار پاکستانیوں کے ساڑھے چار ارب روپے اشتہاری مہم کے ذریعے کمائے۔ اس کے بعد بلوچستان ہائی کورٹ نے Golden Palm Housing Scheme منسوخ کردی جس کی آج تک خبر روکی گئی کیونکہ وہ بڑے با اثر لوگ تھے۔ ساڑھے چار ارب روپے ڈوب گئے' ایک بات۔ اس کے بعد 14 Housing Societies کے NOC جاری کیے' جس طرح میں نے کہا کہ گوادر میں میرے بھائی جو بجلی آ رہی ہے وہ بھیک اور خیرات پر ایران سے آ رہی ہے۔ اصل میں لوگوں کو ground realities کا پتہ نہیں۔ لوگوں کو اشتہاری مہم کے ذریعے سے اور اس اشتہاری مہم کا وزیر اعظم خود حصہ ہیں۔ ٹی وی پر خبر دیتے ہیں کہ جی گوادر تعمیر ہوگی' پلاٹوں کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ اگر بلوچ عوام کے احساسات اور خواہشات کا احترام نہیں کیا تو گوادر شاید تاریخ میں دنیا کا سب سے بڑا قبرستان ہوگا لیکن سب سے بڑی آبادی نہیں بن پائے گا۔ یہ میں جناب! on record یہاں کہہ رہا یہاں کہہ رہا ہوں۔ جس طرح کالاباغ سے متعلق بات کی جاتی ہے-----

Mr. Chairman: I think be relevant to the point of order. Let us not have

Threats threat. وغیرہ نہ کریں۔ Let us not have threat.

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ، جناب! میں ابھی point of order پر آتا ہوں۔ لہذا جو بھی invest کرنا چاہتا ہے' جو کاروبار کرنا چاہتا ہے وہ اس بات کو مد نظر رکھے۔ جناب! میرا basically point of order تھا' پاکستان میں اس وقت بدامنی اپنے انتہائی درجے پر پہنچی ہوئی

+ [(xxx) The words are expunged by the order of the Mr. Chairman]

ہے۔ حال ہی میں ایک report شائع ہوئی اور اس کے تحت عراق میں بھی جو VVIPs ہیں یا با اثر شخصیات کی target killing کی نسبت پاکستان میں target killing کا ratio سب سے high ہے۔ جناب! گلگت میں علامہ رضوی صاحب، کراچی میں عبداللہ مراد بلوچ صاحب، مفتی شامزئی صاحب، پھر منور سہروردی صاحب، پھر اسی طرح کوئٹہ میں، ایسے ایسے بڑے واقعات ہوئے جس میں با اثر شخصیات کو بالکل technically or target killing کے ذریعے سے جل طرح eliminate کرنے کا سلسلہ جاری ہے وہ جناب! پوری دنیا میں پاکستان میں سب سے زیادہ ہے۔ کراچی میں انور بھائی جان کو حالی ہی میں، کچھ دنوں پہلے شہید کیا گیا، پہلے sectarian تھا، اب کراچی میں چند political parties کو ان کے activist کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ عبداللہ مراد بلوچ سندھ اسمبلی کا ایک با اثر سیاسی کارکن تھا، وہ صوبائی اسمبلی کا ممبر تھا، اس کے قاتل آج تک گرفتار نہیں ہوئے۔ منور سہروری کے قاتل آج تک گرفتار نہیں ہوئے۔ علامہ رضوی کے قاتل بھی گرفتار نہیں ہوئے۔ مفتی شامزئی کے قاتل بھی گرفتار نہیں ہوئے اور جناب! انور بھائی جان کا قصور یہ تھا کہ کراچی میں جو بھی پسماندہ حال بلوچ ہیں، آج جو گوادر کی مخالفت ہم کر رہے ہیں، یہ کسی وقت کراچی کی رنگینی اور رونقوں میں وہاں کے بیچارے بلوچوں کا خون پسینہ شامل تھا۔ آج ان کو ماسوائے چرس اور منشیات کے کچھ بھی نہیں مل رہا ہے۔ پاکستان کی خوشحالی، رنگ رلیاں، روشنیاں، ترقی ان سب سے لیاری اور ارد گرد کے علاقے محروم ہیں۔ میں آپ کے توسط سے یہ بات خصوصاً دہرانا چاہوں گا کہ امن و امان کی صورتحال پورے پاکستان میں ہے۔ لہذا اگر فوجی چھاؤنیوں کے قیام کی ضرورت ہے تو پھر دوسری جگہوں پر بھی توجہ دی جائے۔ بلوچوں کے سینے پہلے سے زخم خوردہ ہیں، ہمیں زخموں پر اور نمک پاشی کرنے کی بجائے، forces بھیجنے کی بجائے، چھاؤنیاں بنانے کی بجائے، حکومت اس طرح کی اپنی جارحانہ پالیسیاں ختم کردے اور ملک بھر میں امن و امان کی صورتحال کو address کرے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، پروفیسر سعید صدیقی صاحب۔ جو مجھے نام پہلے دیے گئے تھے میں اسی order میں چل رہا ہوں۔

سینیٹر پروفیسر محمد سعید صدیقی، شکریہ۔ جناب چیئرمین! ایم کیو ایم حکومت میں

شریک جماعت ہے۔ اب اس کے خلاف وقتاً فوقتاً سازشیں ہو رہی ہیں - یہ دراصل حکومت کے خلاف سازشیں ہیں۔ حکومت کو destabilize کرنے کے طریقے ہیں۔ ہمارے دو ساتھیوں نے جو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی، جن واقعات کی نشاندہی کی، مجھے ابھی سمجھ میں نہیں آیا کہ یہاں سے کیا assurance ملی یا ان سرکاری افسران کے لئے جو اس میں involve ہیں ان کے خلاف کیا کارروائی کی جائے گی۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ متعلقہ وزراء کو آپ ہدایت فرمائیں کہ وہ اس معاملے کی تحقیقات کریں اور جو اس میں ملوث پائے جائیں ان کے خلاف ضروری کارروائی کی جائے تاکہ یہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو سکے۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Mr. Azam Khan Swati.

Senator Azam Khan Swati: I just want to draw the kind attention of this honourable House that we had an event in Karachi, with the exception of the very first day, I think, it was a very successful one. I personally thank, the Federal Government and the Government of Sindh who extended their help in organising such an event for my home country. They have shown their hospitality and I am very hopeful that this kind of event is going to bring huge investment to my great country. *Insh Allah* it is going to be an economic stimulus and the days to come we will witness that *Insh Allah* all this investment will definitely come to Pakistan. At the same time, just for a clear note. I must say that Reconciliation of Balochistan is must because the security and the tranquility of this country depends upon this reconciliation. We have to live in friendship, in brotherhood in all the four provinces of Pakistan. Thank You very much.

Mr. Chairman: Mr. Muhammad Akram

سینیٹر محمد اکرم ، شکریہ۔ جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر پر میں آپ کی اور اس

ایوان کی توجہ بلوچستان کے حوالے سے لانا چاہتا ہوں۔ جناب چیئرمین! بلوچستان کے اوپر ہم نے اتنی debate کی، اتنی بحث کی، اتنے views آئے لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک صوبے کے مسئلے کو جو واقعی سنگین مسئلہ ہے، لیکن اس کے اوپر کافی بحث و مباحثہ اور اس کے اوپر زیادہ سے زیادہ سیاسی فائدے اٹھانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس نازک مسئلے پر ہمیں اپنے تمام فوائد، ہمارے اپنے جو vested interests ہیں ان کو دور رکھ کر اس معاملے پر بڑی سنجیدگی کے ساتھ بحث کرنا چاہیے۔ سب سے اہم چیز یہ ہے کہ جہاں یہ پارلیمانی کمیٹی کی سفارشات فائنل ہو رہی ہیں اور جہاں economic development کی طرف اتنے زیادہ steps لئے جا رہے ہیں۔ بات ہوتی ہے چھاؤنیوں کی، حقوق کی بات ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کی بلوچستان جو اس وقت ترقی کی راہ پر چلا ہوا ہے اس سے پہلے اس کی مثال کبھی نہیں ملتی۔ ہمارے بھائی کو اگر وہ واقعی بلوچستان اور وہاں کے صوبے کے حقوق کی بات کرتے ہیں، وہاں کی ترقی کی بات کرتے ہیں تو ان کو ایک اچھی نیت، صاف نیت اور دل بڑا کر کے حکومت کے ساتھ بات کرنی چاہیے۔ اس معاملے کا حل نکالنا چاہیے کیونکہ خدانخواستہ مجھے نہیں لگتا کہ ان حالات کے اندر اس مسئلے کا کوئی حل ہوگا۔ اس کے لئے سنجیدگی چاہیے، اس کے لئے total sincerity کے ساتھ بات چیت کرنی پڑے گی۔

جناب چیئرمین! صوبہ بلوچستان کے اندر جتنے potentials ہیں اس کے اوپر پوری دنیا کی نظریں مرکوز ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ان نازک حالات کا سب سے بڑا فائدہ ہمارا دشمن اٹھائے گا۔ اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ اپنے تمام اختلاف کو دور کر کے، بیٹھ کر سنجیدگی کے ساتھ، sincerity کے ساتھ اس کو resolve کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس صوبے کے اندر جس potential کے اوپر ہم بیٹھے ہوئے ہیں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اس وقت ضرورت اس چیز کی ہے کہ سب سے پہلے ہمارے بلوچ بھائی اور ہماری حکومت بیٹھ کر مذاکرات کریں لیکن اس سے پہلے جہاں discussions ہوتی ہیں، جہاں dialogues ہوتے ہیں، جہاں پارلیمانی کمیٹی کی سفارشات finalize ہوتی ہیں لیکن امن و امان بگڑتا جا رہا ہے۔ پہلے کسی طریقے سے ان معاملات کو روکنا پڑے گا۔ ٹائم لینا پڑے گا، اس کے بعد دیکھیں گے کہ کیا کرنا ہے۔ اس وقت جو لاء اینڈ آرڈر کی حالت بگڑتی جا رہی ہے وہ جتنی مرکز کی ذمہ داری ہے اتنی ہی

صوبے اور وہاں کے لوگوں کی بھی ذمہ داری ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ فی الوقت، فوری طور پر امن و سکون قائم کر کے، حکومت کے ساتھ بیٹھ کر سفارشات کو سنجیدگی سے دیکھیں ورنہ یہ معاملہ بہت بدتر ہوتا چلا جائے گا اور آنے والی نسلیں ہم میں سے کسی ایک کو بھی معاف نہیں کریں گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر سنجیدگی کی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین، ڈاکٹر شہزاد وسیم۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم، جناب چیئرمین! اس سے پہلے جب walk out ختم ہوا تھا تو صحافی برادری سے دو باتیں ہوئی تھیں مجھ سے ایک بات اس میں رہ گئی تھی میں اس کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ وہ بڑے اخبار جن کے مالکان اور کارکنان کے درمیان جو مسائل تھے اس پر بھی ان کو assurance دی گئی تھی، میں وسیم سجاد صاحب سے کہوں گا کہ وہ بھی متعلقہ منسٹر تک پہنچا دیں۔

جناب چیئرمین، آپ بتا دیں کہ کیا assurance ہے۔ Mr. Raza Rabbani.

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب چیئرمین صاحب! مجھے نہایت افسوس کے ساتھ یہ بات کہنی پڑ رہی ہے کہ ایسا لگتا ہے کہ موجودہ حکومت اپنی عوام دشمن اور مزدور کش پالیسی کو لے کر آگے چل رہی ہے اور اس کے نتیجے میں پاکستان کے اندر جو middle class ہے، جو lower middle class ہے اور جو working class ہے اس کی اقتصادی طور پر کمر توڑنے پر لگے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین! جب یہ session شروع ہوا تھا تو اس دن یہیں سے یہ رونا رویا گیا تھا کہ تیل کی قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے اور تیل کی قیمتوں میں اضافہ بھی کیسا کہ 16-12-2004 سے لے کر 01-2-2005 تک یعنی ڈیڑھ مہینے کے عرصے کے اندر پٹرول کی قیمت میں پانچ روپے پچاس پیسے کا اضافہ، ڈیزل کی قیمت میں دو روپے اسی پیسے کا اضافہ اور کیروسین تیل کی قیمت میں تین روپے کا اضافہ۔ ہم نے ابھی یہ بات کی ہی تھی کہ ہر پندرہ دن کے بعد Oil companies کے Cartels کو منافع reap کرنے کے لیے de-regulation کی پالیسی اپنائی ہے تاکہ وہ پاکستان کے غریب عوام پر ہر پندرہ دن کے بعد ایک منی بجٹ لا کے منافع پاکستان

سے باہر لے جائیں کہ اگلے ہی دن ہمارے سامنے یہ بات آئی کہ 8.25% گیس کے نرخوں میں اضافہ کر دیا گیا۔

جناب چیئرمین صاحب! متحدہ اپوزیشن حکومت کی اس price increase کو --

(مداخلت)

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! یہ بڑا serious مسئلہ ہے اور آپ وزیر صاحب سے گزارش کریں کہ وہ ایسے interrupt نہ کریں۔

جناب چیئرمین، وزیر صاحب آپ سن لیں۔ میں نے انہیں allow کیا ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی (وفاقی وزیر برائے پارلیمانی امور)، Sir ! اگر کوئی اور ممبر ہوتے تو میں interrupt نہ کرتا۔ چونکہ he knows Rules of Procedure well.

Mr. Chairman: Dr. Sahib, please no remarks.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، میری آپ بات سنیں ۔ جناب والا! ایک آدمی یا ایک معزز رکن کو Rules of Procedure پر command نہیں ہے and he does not know how to present a case, Mr. Rabbani is well versed. There are so many* sections and rules and he is violating all rules. جناب والا ! یہ motion لائیں - یہ Point of Order نہیں بنتا' یہ ظلم ہے اس طریقے سے۔

جناب چیئرمین، تشریف رکھئے - Wasim Sajjad was there when it was agreed that Points of Order will be taken. تشریف رکھئے - جی ربانی صاحب continue. Let Rabbani Sahib continue. وسیم صاحب ! do you have any comment on this.

سینیٹر وسیم سجاد، نہیں جناب۔

Mr. Chairman: Rabbani Sahib, please continue.

سینیٹر اسفند یار ولی، ایک منٹ جناب۔

Sir, we would like to know who runs this House? Do you run the House or

Does he run the House?

Mr. Chairman: The members run the House.

تشریف رکھئے۔ ربانی صاحب please continue.

Senator Asfandyar Wali: Please let me complete. Sir we have said! in your chamber, the Leader of the House was there. We have told the Leader of the House as well as you that this point was going to be raised. The Leader of the House has no objection to it, you did not have any objection to it but then if people insist

کہ یہاں وہ کچھ کہا جائے گا جو وہ لوگ سننا چاہتے ہیں اور ہماری بات کوئی نہیں سنتا تو کسی کا باپ بھی یہاں بات نہیں کر سکے گا۔

جناب چیئرمین، ربانی صاحب please continue, ایک چیز agree ہوئی ہے۔ نیازی صاحب! وسیم سجاد صاحب آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ ان سے بات کر لیں He was present there.

(مداخلت)

Mr. Chairman: No cross talks please. Mr. Rabbani, please continue.

سینیٹر اسفند یار ولی: اگر ادھر سے کوئی نہیں بوے گا تو ادھر سے بھی کوئی نہیں بوے گا۔

جناب چیئرمین: اسفند یار ولی صاحب! please، نیازی صاحب! آپ بھی تشریف رکھیئے۔ آپ اس کے بارے میں وسیم سجاد صاحب سے پوچھ لیں۔ It was agreed upon and through an agreement between the both sides, it was decided. رضا صاحب! آپ continue کریں۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: I have the right to point out

whenever there is violation of rules.

Senator Asfandyar Wali: You have no right to do that.

(interruption)

Mr. Chairman: Please, no cross talks.

Senator Asfandyar Wali: He has not any right.

Mr. Chairman: No cross talks please. Rabbani Sahib.

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب والا! یہ نہایت افسوسناک بات ہے کہ----

(مداخلت)

Mr. Chairman: I think, we have settled the issue. Please move on.

سینیٹر میاں رضا ربانی، نہیں جناب! آپ مجھے ذرا اجازت دیں۔ یہ نہایت افسوسناک بات ہے جو یہاں پیش آ رہی ہے۔ آج ہاؤس شروع ہونے سے پہلے آپ نے قواعد و ضوابط کے بارے میں بھی بات کی۔ اس ہاؤس کی کچھ روایات ہیں اور ایک روایت یہ ہے کہ جب Leader of the House یا Leader of the Opposition بات کر رہے ہوں تو چاہے کتنا ہی (xxxx) وزیر ہو، وہ interfere نہیں کرے گا۔

Mr. Chairman: It should not be recorded, the remarks like that.

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب چیئرمین صاحب! مسئلہ یہ ہے کہ اگر وزیر صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اس طرح interrupt کریں گے تو پھر وہاں پر کوئی مقدس گائے نہیں بیٹھی ہوئی ہے۔

سینیٹر کامل علی آغا: جناب والا! (xxxx) کے الفاظ حذف کروائے جائیں۔

+ [(xxx) The words expunged by the orders ofthe Chair]

جناب چیئرمین، میں نے already کہہ دیا ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین ، ربانی صاحب ! آپ جس point پر بات کر رہے ہیں Please continue on that.

RE: PRICE HIKE DUE TO INCREASING OIL PRICES

سینیٹر میاں رضا ربانی ،جناب والا! میں ضرور بات کر رہا تھا لیکن اگر اس طرح سے interruptions ہوں گی تو پھر Leader of the House بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہوں گے اور اگر یہ روایت شروع ہو گئی تو پھر یہ اچھی بات نہیں ہوگی۔ بہرحال ہماری طرف سے کوشش ہوگی کہ جو اس ہاؤس کی روایات رہی ہیں' ان کو پامال نہ کیا جائے ۔ میری آپ سے یہ بھی گزارش ہے کہ جو فیصلے آپ کے Chamber میں ہو جاتے ہیں' ان کے بارے میں Treasury Benches اور خاص طور پر ministers کو مطلع کر دیا جائے تاکہ ہاؤس میں وہ بدمزگی پیدا نہ کریں۔

جناب چیئرمین! میں آپ کے سامنے یہ عرض کر رہا تھا کہ گیس کی قیمتوں میں 8.25% کے حساب سے اضافہ کر دیا گیا اور جو متحدہ اپوزیشن ہے' وہ اس اضافے کی سختی سے condemnation کرتی ہے ۔ ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ گیس کے نرخوں میں جو اضافہ کیا گیا اور حال ہی میں جو پٹرول کے نرخوں میں بھی اضافہ کیا گیا ہے' ان کو فوری طور پر عوام کے مفاد میں واپس لیا جائے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب والا! اس کے نتیجے میں CNG کی قیمتیں بھی تقریباً ایک روپیہ پچاس پیسے فی یونٹ کے حساب سے بڑھ گئی ہیں۔ جب CNG کی قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے فی یونٹ کے حساب سے بڑھیں تو پاکستان کی middle class and lower middle class جس کی کمر پہلے ہی اقتصادی طور پر اس حکومت کی big business friendly policies کی وجہ سے توڑی جا چکی ہے' ایسے افراد کے پاس گاڑیوں کی تعداد 637000 بنتی ہے' وہ اس سے بری طرح

متاثر ہوئے ہیں۔ اس لئے میں ایک بار پھر متحدہ اپوزیشن کی طرف سے سینیٹ کے floor پر یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ ان قیمتوں کو حکومت فوری طور پر withdraw کرے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔ پہلے اسی کی continuation میں پروفیسر صاحب بات کرلیں، پھر میں آپ کی طرف آتا ہوں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، جناب والا! یہ مسئلہ ہم دونوں کی طرف سے مشترکہ طور پر اٹھایا گیا تھا۔ جو کچھ میرے بھائی ربانی صاحب نے کہا ہے، میں اس کی مکمل طور پر تائید کرتا ہوں۔ تاہم اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں اس معاملے میں اپنی حکومت سے یہ شکایت ہے کہ اپوزیشن ایسے بنیادی مسائل جن کا تعلق عوام کی زندگی سے ہے، ان کی cost of living سے ہے، ان کے بارے میں نہایت ہی بے راہ روی کا راستہ اختیار کئے ہوئے ہے۔ پچھلی مرتبہ اس ایوان میں پٹرول کی قیمت کے مسئلے کو میں نے اور محترمہ رخسانہ زبیری صاحبہ نے اٹھایا تھا۔ بجائے اس کے کہ ہاؤس میں بحث ہوتی، آپ کے مشورے پر ہم اس کو کمیٹی میں لے گئے۔ میں آپ سے بڑے دکھ سے کہنا چاہتا ہوں کہ 7/8 مہینے گزرنے کے باوجود کمیٹی نے اس معاملے میں کوئی موثر کام نہیں کیا۔ وہ کوئی explanation نہیں دے سکی جو سوالات اٹھائے تھے ان کے جواب نہیں دے سکے۔ جیسے رضا صاحب نے کہا کہ اس ڈیڑھ مہینے میں تقریباً ۱۵ فیصد تیل کی قیمت بڑھی ہے لیکن اگر ذرا سا آپ اور دیکھیں تو اکتوبر ۱۹۹۹ء میں تیل کی قیمت ۱۹ روپے لیٹر تھی۔ جو اب ساڑھے بیالیس روپے ہو گئی ہے۔ یہ تقریباً 130 فیصدی کا اضافہ ہے۔ گیس کو آپ دیکھیئے اس کے نتیجے کے طور پر ٹرانسپورٹ کی cost جو عام آدمی کی ضرورت کی چیز ہے۔ پھر آپ دیکھیئے کہ ہر چیز کی cost of production اس سے متاثر ہوتی ہے۔ گیس میں جو اضافہ کیا گیا ہے اس کا جواز یہ دیا گیا ہے کہ چونکہ تیل کی قیمت بڑھ گئی ہے اس لیے گیس کی بڑھا رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ کوئی معمولی معاملہ نہیں ہے۔ ہماری نگاہ میں اس کو واپس ہونا چاہیے بلکہ پوری پالیسی کو rationalize کرنے کی ضرورت ہے اور میں یہ الفاظ سوچ سمجھ کر لیکن دکھ سے کہہ رہا ہوں کہ عوام کو دھوکہ دیا جاتا ہے یہ کہہ کر کہ

international prices کی بنا پر ہم یہ کر رہے ہیں، حالانکہ اگر آپ گہرائی میں جا کر دیکھیں تو کوئی relationship نہیں ہے international prices کا ہمارے ملک کی prices سے، جو ہمارے ہاں cost of production پر اثر پڑتا ہے۔ CNG کا معاملہ تو یہ ہے ۔ آج جو یورپ کے ممالک میں charge کیا جا رہا ہے، افریقہ میں charge کیا جا رہا ہے، ہم اس سے زیادہ charge کر رہے ہیں۔ حالانکہ ان کا per capita income ہم سے ۱۰ گنا اور ۲۰ گنا زیادہ ہے۔ یہ مسئلہ بہت اہم مسئلہ ہے اور میں بڑے ادب سے عرض کروں گا کہ فوری طور پر جو اضافہ ہے اس کو روکا جائے اور پھر اس پر ہاؤس میں آپ مکمل بحث کروا لیں۔ ہمیں نہیں بلکہ سرکاری bernches سے بھی لوگ آئیں اور حکومت کے پاس کوئی جواب ہے تو وہ پیش کریں، دلیل لائیں، ہم بھی دلائل سے اپنے موقف کو پیش کریں گے۔ اس طرح پارلیمنٹ اپنا کردار ادا کر سکے گی اور جو عوام کا مسئلہ ہے۔ cost of transportation جو عوام کا مسئلہ ہے بجلی، گیس، پٹرول، مٹی کا تیل ان تمام پر discussion کر سکیں گے۔ لوگ یہ کہتے ہیں کہ پارلیمنٹ کس لیے ہے ۔ اگر یہ مسائل discuss نہیں ہو سکتے تو کونسے مسائل ہم discuss کریں گے تو میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں جناب والا! آپ اس معاملے میں اپنا اثر استعمال کریں اور ہمیں موقع دیں کہ پارلیمنٹ کوئی کردار ادا کر سکے۔

جناب والا! ساتھ ہی میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں KESC کی جو privitation ہوئی ہے ۔ میں اپنے بھائی عبدالحفیظ صاحب کی بہت عزت کرتا ہوں اور ان کو مطلع کرتا ہوں کہ اس پر بھی ہم بہت مضطرب ہیں، حبیب بنک کے سلسلے میں بھی اور یہاں بھی ۔ بجائے اس کے کہ آپ قوم کو یا پارلیمنٹ کو اعتماد میں رکھیں ۔ کیا وجہ ہے کہ KESC کا شیئر مارکیٹ میں ساڑھے سات روپے ہے اور آپ دو روپے سے کم پر 73% of share دے دیتے ہیں۔ آئیے اور explain کیجئے تاکہ ہمارے سامنے حقائق آئیں ۔ ہم کسی پر ایسے الزام نہیں دھرنا چاہتے لیکن facts کو face کرنا اور جو crucial issues ہیں، KESC اس ملک کے اہم ترین اداروں میں سے ہے اور پھر اس کے ورکرز کا مسئلہ ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ ایک ساتھ نہیں نکالیں گے لیکن ۳۰ ہزار افراد کو آپ نکال چکے ہیں۔ جناب والا! میں چاہوں گا کہ ان مسائل کے اوپر ہمیں بحث کا موقع دیا جائے۔ صرف pont of order نہ ہو بلکہ full debate ہو، گورنمنٹ بھی اپنا موقف پیش کرے ۔

ہمیں بھی بات کہنے کا موقع دیا جائے اور اس طرح ہم اپنی معاشی پالیسز کو اس راستے پر ڈال دیں گے جس سے عوام کی ضرورت پوری ہو سکے۔ محض production ہمارا مقصد نہیں ہے ۔ ہمارا مقصد عوام کی خوشحالی ، ان کی ضرورت کو پورا کرنا ہے،' اگر یہ نہیں کرتے تو پھر ساری معاشی پالیسی ناکام ہے۔

جناب چیئرمین، عمر ایوب خان صاحب۔

جناب عمر ایوب خان (وزیرمملکت برائے خزانہ)، جناب چیئرمین! بہت شکریہ ، جناب لیڈر آف دی اپوزیشن نے اور جناب پروفیسر صاحب نے اور باقی ہمارے اپوزیشن کے جو بزرگ ہیں انہوں نے petroleum products کی price کے بارے میں بات کی ۔ گو یہ petroleum and natural resources کا issue ہے اور basically میں کچھ حقائق زمین پر بتانا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ آپ یہ دیکھیں یہاں سے پروفیسر صاحب نے بات کی کہ oil کی prices1999 میں کیا تھیں اور آج کیا ہیں ۔ جناب ہاؤس کی information کے لیے میں یہ بھی بات کرنا چاہتا ہوں کہ ECONOMIST جو دنیا کا renowned magazine ہے اور لندن سے چھپتا ہے۔ اس پر front page پر ایک article آیا تھا lead story تھی low oil prices اس نے projection کی کہ 1999 میں تیل کی قیمتیں اور اس دہائی میں اوز اس era میں کم ہوں گی۔ اس وقت oil کی قیمتیں $10 فی بیرل سے لے کر $ 12 اور $14 کے درمیان گھوم رہی تھیں۔ جناب ! حکومت پاکستان نے اپریل سے لے کر اب تک آٹھ مہینے ماہانہ 4 ارب روپے subsidy ایک قسم کی اپنے account سے عوام کو دی ہے اور price raises عوام پر transfer نہیں کیں، گو ہمارے جو neighbouring countries ہیں وہاں آپ قیمیں دیکھ لیں تو وہ پاکستان سے 30 سے 40 فیصد زیادہ ہیں۔ ہندوستان میں دیکھ لیں، میں non-oil producing countries کی بات کر رہا ہوں، میں oil producing countries کی بات نہیں کر رہا۔ آپ کوریا میں دیکھیں وہاں پر کیا قیمتیں ہیں۔ جناب! آپ یہ چیز دیکھیں کہ حکومت پاکستان نے اس وقت تک 34 ارب روپے عوام کی مد میں خرچ کئے ہیں، ان کو protect رکھا ہے۔ آپ اس وقت دنیا میں دیکھ لیں کہ Arabian street جس کے ساتھ ہم لوگ bench mark کرتے ہیں، اس کی قیمت کہاں پر ہے، وہ تقریباً brent سے 3 ڈالر کم ہوتی ہے۔ آپ اس کی قیمت دیکھیں، آپ اس کی fluctuation دیکھیں۔ جو hit حکومت پاکستان دے رہی تھی وہ unprecedented ہے لیکن پاکستان کی حکومت کے پاس unlimited resources نہیں ہیں۔ جب آپ اس کو ایک side سے finance کرتے ہیں تو کوئی دوسری side آپ نے cut-off کرنی ہوتی ہے۔ ایک حد تک حکومت پاکستان پہنچ گئی تھی کہ چیز pass on نہ کرتے یا price increase نہ کرتے تو کہیں نہ کہیں پر cut ہوتا اور وہ development expenditure پر ہوتا جو کہ ہم لوگ afford ہی نہیں کرنا چاہتے۔ پھر سینیٹ اور نیشنل اسمبلی کے ممبران کہتے کہ ہمیں problem ہوتی ہے۔

جناب! آپ دوسری یہ بات دیکھیں کہ ڈیزل یا جو باقی products کی قیمتیں ہیں اس پر ہم نے اضافہ control کیا ہوا ہے۔ گیس کی قیمتوں کے بارے میں بات کی ہے، 100 cubic meter کی consumption پر بالکل increase نہیں ہوا اور اس سے تقریباً 60سے 65 فیصد عوام مستفید ہوتے ہیں، ان کے لئے کوئی اضافہ نہیں ہے۔ گیس کے جو large consumers ہیں ان پر اضافہ ہے۔ اس پر we will welcome it کہ آپ ہاؤس میں debate کرائیں، یہاں پر ہم لوگ ہوں گے، Minister for Petroleum and Natural Resources اس کا جواب دیں گے، Ministry of Finance کے حوالے سے یہاں پر کوئی بات آئی تو ہم لوگ اس کا جواب دیں گے۔ We will welcome it کہ یہاں پر debate ہو اور ہم لوگ حقائق ہاؤس کے سامنے رکھیں۔ یہ ایوان بالا ہے اس میں debate کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ KESC کے بارے میں ڈاکٹر صاحب بات کریں گے مگر صرف ایک بات میں کہوں گا کہ KESC کو float رکھنے پر حکومت کا تقریباً ایک ارب روپے ماہانہ خرچ تھا، تو اچھا ہوا وہ privatize ہوئی، وہ اچھے ہاتھوں میں گئی، لوگوں کے لئے service delivery بہتر ہو گی، KESC کے privatization process کے بارے میں ڈاکٹر حفیظ شیخ یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں وہ زیادہ بہتر دلائل پیش کر سکیں گے۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالحفیظ شیخ (وزیر نجکاری)، جناب چیئرمین ! first of all we
would like to welcome a debate on KESC privatization. ہم نے ہمیشہ ایسے
issues پر جن کے بارے میں I think پورے ملک کو interest ہے اور ساتھ ہی ساتھ I have
distinguished members from the other side who possess the knowledge
as well as the capacity to raise important questions. So, we welcome it.
کیونکہ یہ تو ایک بہت اچھا forum ہے کہ جہاں لوگوں کے ذہن میں جو issues ہیں وہ raise
ہوں تاکہ ہم انہیں جواب دے سکیں۔

جہاں تک privatization کا سلسلہ ہے تو ہم یہ بار بار کہہ چکے ہیں کہ it is a
bipartisan policy. پاکستان پیپلزپارٹی یا پاکستان مسلم لیگ یا جو موجودہ گورنمنٹ ہے they
all have been following it and KESC کے بارے میں جو دو تین خدشات raise کئے جا
رہے ہیں میں ان کا ابھی کہہ رہا ہوں لیکن we would have a full-fledge discussion
on this. ایک تو یہ بات کہی جا رہی ہے کہ خدانخواستہ اس کی وجہ سے قیمتیں بڑھیں گی۔ دراصل
حقیقت اس طرح ہے کہ قیمت KESC کی management نہیں بلکہ NEPRA set کرے گی
اور اس سلسلے میں قیمت اور tariff طے کرنے کا سات سال کے لئے فارمولا pre determine ہو
چکا ہے اور یہ اس پر depend نہیں کرتا کہ یہ government کی ownership میں ہو گی یا
private sector کی ' this formula have been given and this is a part of the
contract تو privatization سے یہ متاثر نہیں ہو گا۔

دوسری بات' یہ خدشات کچھ لوگوں نے اٹھائے اور legitimate ہیں کہ employees
کے interest کس طرح protect کئے جائیں ۔ ہم نے اپنی طرف سے ہر privatization میں
کوشش کی ہے کہ employees کے interests protect ہوں۔

میں ایک بات بڑے فخر سے کہتا ہوں کہ اس government نے 18 privatizations
کی ہیں لیکن یہ record ہے کہ ایک worker بھی بے روزگار نہیں کیا گیا۔ And I make this
statement with complete confidence and complete authority here بلکہ کئی

privatizations کی وجہ سے job creation ہو رہی ہے۔ ہم نے ٹھٹھہ میں cement company کو privatize کیا، اس کی capacity double ہو رہی ہے، روہڑی میں cement company جوکہ آٹھ سال سے بند تھی، ہم نے اسے privatize کیا، وہاں پر نئی activity ہو رہی ہے۔ کالا شاہ کاکو میں کوہ نور آئل ملز بند پڑی تھی، اسے privatize کیا ہے، وہاں activity ہو گی۔ Faletti's Hotel کی جگہ بہت بڑی activity ہو رہی ہے۔ So, الحمد للہ these are job creating opportunities. KESC میں ہم نے employees کو protect کرنے کے لئے safeguards لئے ہیں اور اسی وجہ سے by and large the employees are, you know, showing support. جس دن parivate sector group will take over this company تو جو تمام contract employees ہیں، ان کی ---

(مداخلت)

جناب چیئرمین، ایک مختصر سا جواب سن لیں، point raise ہوا تھا۔ رضا صاحب! تشریف رکھئیے، رضا صاحب! تشریف رکھئیے، let him just answer, Minister صاحب موجود ہیں، جواب دے رہے ہیں۔ رضا صاحب! تشریف رکھئیے۔ Minister صاحب! آپ continue کریں۔

سینیٹر وسیم سجاد، جناب والا! point of order کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ حکومت کا جواب لینا۔

جناب چیئرمین، رضا صاحب! تشریف رکھئیے۔

سینیٹر وسیم سجاد، point of order ہوتا ہے کہ حکومت کی توجہ دلانا اور ان کا جواب لینا۔

جناب چیئرمین، رضا صاحب! تشریف رکھئیے۔ Minister صاحب! آپ continue کریں۔ آپ کو تفصیلی argument دیں گے، ابھی ان کو جواب تو دینے دیں۔ کون ہے better instalment کے لئے۔

سینیٹر عبدالحفیظ شیخ، رضا صاحب کو opportunity ملے گی اور انشاء اللہ آپ اپنے

points of view دے سکیں گے۔ میں فقط یہ کہہ رہا ہوں کہ KESC میں جس دن private sector take over کرے گا تو جتنے بھی contract employees ہیں، ان کی تنخواہ میں بیس فیصد اضافہ ہو گا، this is a part of the contract. Second KESC10% share ان employees کو دیئے جائیں گے تاکہ ان کی inclusion ہو۔ 3rd یہ retraining is part of the contract اور employees کو retrain کیا جائے۔ چوتھا جن لوگوں نے privatization کے بعد یہ company خریدی ہے، انہوں نے assurance دی ہے کہ ان کا کوئی ارادہ retrench کرنے کا نہیں ہے اور I think یہ honourable لوگ ہیں، ان کا کوئی ارادہ retrench کرنے کا نہیں ہے اور انشاء اللہ یہ confidence سے بات کی جا سکتی ہے کہ they will increase the business جب business بڑھے گا تو کسی کو retrench کرنے کی، انشاء اللہ نوبت نہیں آئے گی اور یہ safeguard contract میں بھی ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی بتاؤں کہ ہم دس دس، بارہ بارہ سال سے جو employees کے issues تھے، ان کو Privatization Commission نے deal کیا ہے۔ ڈنڈوت میں cement company تھی، سورج oil mills تھی، اس میں دس دس سال سے employees کے issues چل رہے تھے، ان کو shares نہیں ملے تھے، we have paid those انشاء اللہ تعالیٰ as Raza sahib is rightly saying کہ اس کی detailed discussion بعد میں ہو گی لیکن I thought کہ employees کے issue پر I would share something.

جناب چیئرمین، سینیٹر رزینہ عالم۔

Mr. Liaqat Ali Jatoi (Minister for Water & Power): Sir, Mr. Chairman.

جناب چیئرمین، ایک منٹ Minister صاحب کو سن لیں، اسی پر کچھ ہے پھر میں اس کے بعد میں کرتا ہوں۔

Mr. Liaqat Ali Jatoi: Sir, very briefly...

جناب چیئرمین، جتوئی صاحب کو سن لیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب چیئرمین صاحب! can I just have one second?

جناب چیئرمین، جی۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب چیئرمین صاحب! I am grateful to the two young Ministers for having conceded that they have no objection to a debate دونوں issues پر price hike پر بھی اور KESC پر motion پڑے ہوئے ہیں تو اگر مہربانی سے in the next few days آپ discussion کے لئے date fix کر دیں تاکہ وہ ہو جائے and I am grateful to both the Ministers.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، ہم یہ چاہیں گے کہ اسی Session میں ان دونوں موضوعات پر دو گھنٹے تک ہماری discussion ہو جائے۔

جناب چیئرمین، جی جتوئی صاحب۔

Mr. Liaqat Ali Jatoi: Sir, I think, it has been mutually agreed between the Leader of the Opposition and Leader of the House that we will have debate on these two issues, being a concerned Minister of Water and Power, I will just very briefly inform this august House, that the case was being looked after and the subsidies were built up by the government in seven years, nothing less then 122 billion rupees. 122 billion rupees, which have been shown in losses this would have really been spent

کسی اور development پر، roads پر، اسکولوں پر، ہسپتالوں پر اگر یہ خرچ ہو جاتا اور ساتھ ہی جیسے Minister for Privatization نے کہا ہے کہ ہم نے کوئی down sizing نہیں کرنی I had given this statement, I think week ago that we will be looking after the interests of the workers: ان کے allowances and salaries 20% increase کر رہے ہیں

so we will be ready to debate on this issue and this is in the interest of this country, that we must go for privatization. More profits and more benefits for the workers. This is our government's policy. Thank you.

جناب چیئرمین، رزینہ عالم خان ۔

سینیٹر مسز رزینہ عالم خان، شکریہ۔ جناب چیئرمین ! میں آپ کی توجہ روزنامہ "نیوز" کی ایک خبر کی جانب دلانا چاہتی ہوں کہ سوات کے ایک تعلیمی ادارے سنگوتہ پبلک سکول میں بچیوں پر سکارف باندھنے کی پابندی عائد کر دی گئی ہے ۔ جناب والا ! اس قسم کی پابندی فرانس میں عائد ہوئی یا کسی یورپین ملک میں عائد ہوئی تو اسلامی ممالک کے جو لوگ تھے ان سب نے احتجاج کیا لیکن ہمارے ملک میں اسلامک ری پبلک آف پاکستان میں اس قسم کی پابندی انتہائی غلط ہے ۔ اس کا نوٹس لیا جائے اور جو ارباب اختیار ہیں ان کو کہا جائے کہ سوات کے سکول میں اس قسم کی جو پابندی لگائی گئی ہے آج یہ ایک ادارے میں ہے کل پھر دوسرے اداروں بھی میں اس قسم کی پابندی ہو گی تو اس کے خلاف ضرور نوٹس لیا جائے ۔ شکریہ ۔

جناب چیئرمین، کاکڑ صاحب ۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، صرف میں KESC کے بارے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا کے ای ایس سی پرائیویٹائز ہوگئی ہے یا اس بحث کے بعد کے ای ایس سی فروخت ہو گا؟

جناب چیئرمین، کیا بات آپ نے کہی ہے؟

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، جناب یہ جو KESC کے بارے میں بحث کرا رہے ہیں کیا KESC پرائیویٹائز ہو چکا ہے یا اس کے بعد ہوگا؟ اگر ہو چکا ہے تو میں اس کا یہ مطلب لوں گا کہ ملزم پھانسی چڑھ چکا ہے اور اپیل کا حق بعد میں ۔

جناب چیئرمین، نہیں ایسی کوئی بات نہیں ۔ وہ آپ کو اس کے فوائد اور پالیسی کے بارے میں بتائیں گے ۔ ایسی کوئی بات نہیں ۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، اور میرے بھائی عمر ایوب خان نے جو پڑوسی

ممالک میں oil prices کی بات کی ہے اس میں لعا پعا افغانستان بھول گئے ہیں جہاں دس روپے فی لیٹر پٹرول ہے اور جاتا پاکستان سے ہے۔ جبکہ بلوچستان میں دس سے بیس روپے فی لیٹر پٹرول ہے۔

جناب چیئرمین، Debate میں یہ ساری باتیں کرلیں۔ مولانا گل نصیب خان۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان، جناب چیئرمین! میں بھی مہنگائی پر پوائنٹ آف آرڈر لانا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ اس وقت عوامی ضرورتوں کی جتنی بھی چیزیں ہیں مثلاً چینی، آٹا، دالیں اور گیس سب کے سب اتنے مہنگے ہوگئے ہیں کہ یہ عام خریدار کی قوت خرید سے بالاتر ہیں۔ یہ بھی آپ کو معلوم ہے کہ پاکستان کے اندر کتنے لوگ غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔ قیمتوں کے بارے میں اگر حکومتی بنچز یہ کہنا چاہیں گے کہ قیمتوں پر کنٹرول ہے تو میں یہی عرض کروں گا کہ قوت خرید نہیں ہے تو اسی پر debate ہونا چاہیے اور قوت خرید کو بڑھانا چاہیے۔ اگر قیمتیں کنٹرول میں ہیں اور قوت خرید نہیں ہے تو قوت خرید میں اضافہ کیا جائے اور ان کو یہ حق دیا جائے کہ وہ اچھی زندگی گزاریں۔ جزاکم اللہ۔

جناب چیئرمین، نگہت مرزا صاحبہ۔

سینیٹر مسز نگہت مرزا، جناب چیئرمین! ہمارے یہاں پر کچھ ممبران نے سندھ میں امن و امان کی صورتحال پر بات کی ہے۔ میں اس بات کی وضاحت کرنا چاہوں گی کہ سندھ میں اس وقت امن و امان کی صورتحال ایکسپو سنٹر 2005، کی ساتویں نمائش سے سب پر عیاں ہو چکی ہے۔ الحمدللہ، اتنے خیر و عافیت سے سارے مراحل گزرے ہیں۔ ہزاروں غیرملکیوں نے اس میں شرکت کی اور وہ بخیر و خوبی اپنے گھروں کو پہنچ گئے۔ اس کے ساتھ ہی اغواء کئے جانے والے جج ہوں یا ایک ہندو تاجر سنتوش کمار ہو، ان کی بخیریت گھروں کو واپسی اس بات کا ثبوت ہے کہ حکومت سندھ اس وقت بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کر رہی ہے خصوصاً جو لوگ اخبارات کا مطالعہ کرتے ہیں انہیں علم ہوگا کہ یہ سندھ کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہوا ہے کہ پچھلے کچھ مہینوں سے سندھ پولیس کے افسر اور اہلکار ڈاکوؤں کے مقابلے میں یا مختلف ڈرگ مافیا کے خلاف کام کرتے ہوئے یا تو زخمی ہوئے ہیں یا شہید ہوگئے ہیں۔ تو اگر کوئی بہتری ہو رہی ہے تو ہمیں

اس بات پر خراج تحسین پیش کرنا چاہیے تاکہ پولیس والوں کے حوصلے بلند ہوں۔ انور بھائی جان کے سلسلے میں ہمارے بھائیوں کے جو تاثرات ہیں، ان سے مجھے ہمدردی ہے اور میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ راہ حق پر چلنے والے اپنے مجاہدانہ طرز عمل سے اکثر باطل قوتوں کا نشانہ بنتے ہیں۔ میں اس شعر پر اپنی بات ختم کرتی ہوں۔

ہاں جاں کے زیاں کی ہم کو بھی تشویش ہے لیکن کیا کیجئے
جو رہ ادھر کو جاتی ہے مقتل سے گزر کر جاتی ہے

جناب چیئرمین، سید ہدایت اللہ شاہ۔

سینیٹر سید ہدایت اللہ شاہ، جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کے توسط سے ' ایوان بالا کے توسط سے ایک اہم علاقے کے متعلق کچھ گزارشات کرنا چاہتا ہوں اور وہ علاقہ ناردرن ایریا شمالی علاقہ جات ہیں ۔ وہاں کے عوام بنیادی ضروریات سے محروم ہیں۔ وہ آئین اور دستور سے عاری علاقہ ہے۔ وہاں کچھ عرصے سے پاکستان کے امن کو تباہ کرنے والے بعض غیر ملکی عناصر موجود ہیں جو فرقہ واریت کو ہوا دیتے ہیں۔ آغا ضیاء الدین صاحب کو جب قتل کر دیا گیا تو وہاں کا امن تہہ و بالا ہو گیا اور وہاں بہت سارے بے گناہ انسان شہید ہو گئے۔ اب وہاں کے حالات روز بروز ابتر ہو رہے ہیں۔ وہاں کے سرکاری ملازمین عدم تحفظ کا شکار ہیں۔ وہاں کے عوام اس وقت بے حد پریشان ہیں۔ میری یہاں اس ایوان بالا سے گزارش یہ ہے کہ یہاں ایک کمیٹی تشکیل دی جائے قبل اس کے کہ جس طریقے سے بلوچستان کے اندر حالات خراب ہو گئے۔ ہماری حکومت نے دیر سے وہاں کارروائی شروع کی۔ یہ ہمارا حساس علاقہ ہے اور وہاں صدیوں سے سنی اور شیعہ آپس میں محبت اور الفت سے رہ رہے تھے لیکن اب وہاں پر حالات خراب ہو چکے ہیں۔ میری حکومت سے یہ گزارش ہے کہ وہاں پر جو ملازمین شہید ہو چکے ہیں ان کو معقول معاوضہ دیا جائے اور سرکاری ملازمتوں میں انہی کے ورثاء کو یا ان کی اولاد کو وہاں تعینات کیا جائے تاکہ ان کی محرومی دور ہو سکے۔

دوسری بات یہ ہے کہ وہاں اس وقت سب سے بڑی جو لوگوں کو شکایت ہے وہ اشیاء کی قلت ہے۔ وہاں اشیاء پہنچانے کے باقاعدہ اسباب مہیا کئے جائیں۔ اس مسئلے کے حل کے لئے

میری گزارش ہے کہ ممبران کی ایک کمیٹی بنائی جائے۔ اس میں سرکاری ممبران بھی ہوں اور حزب اختلاف کے لوگ بھی ہوں تاکہ وہ اس علاقے کا جائزہ لے سکیں اور اس علاقے میں ان کی محرومی دور ہو سکے۔ اس نسبت سے بھی وہ علاقہ اہم ہے کہ وہاں روزانہ سینکڑوں کے حساب سے غیر ملکی سیاحت کے لئے جاتے ہیں۔ اس نسبت سے میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ اس پر فوری طور پر کارروائی کریں تاکہ شمالی علاقہ جات کی یہ محرومیاں ختم ہوں۔ یہ علیحدہ بحث ہے کہ شمالی علاقہ جات کشمیر کا حصہ ہیں یا مرکز کا۔ آج تک وہ آئین سے عاری حصہ تصور کیا جاتا ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! برائے مہربانی اس طرف توجہ دیں تاکہ کل کوئی مسئلہ وہاں کھڑا نہ ہو جائے، پھر دوبارہ ہمارے پاکستان میں کوئی ہنگامہ کھڑا نہ ہو۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب چیئرمین! آپ سیکرٹریٹ کو حکم جاری فرمائیں کہ یہاں پر آئندہ ایجنڈے کی کاپی نہ رکھیں کیونکہ ہم نے جب ایجنڈے پر چلنا ہی نہیں ہے تو پھر اس کے رکھنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! ۷ دن کے بعد ایک دن Private members business کا آتا ہے۔ Private members business کے اب تک دو گھنٹے ہو چکے ہیں جبکہ ابھی تک اس ایجنڈے کا ایک item بھی touch نہیں ہوا۔ جناب! میں مودبانہ گزارش کروں گا کہ اس ایجنڈے کے issue کرنے کا کوئی مقصد نہیں ہے، کوئی ضرورت نہیں ہے۔ صرف points of order پر ہمیں بولنے کی اجازت دیجئے۔ ہم points of order پر جو جی چاہیں بولتے رہیں گے۔ تمام مسائل ہم یہاں اٹھاتے رہیں گے۔ اس ایجنڈے کی یا ضابطے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، بھنڈر صاحب! آپ بھی وہاں پر بیٹھے ہوئے تھے جب یہ فیصلہ ہوا تھا کہ کچھ دیر کے لئے points of order پر چلیں گے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر۔ اگر جناب! ہم rule follow نہیں کریں گے تو پھر کون follow کرے گا۔

جناب چیئرمین، آپ لوگوں نے ہی کرنا ہے۔ آپ بھی وہیں بیٹھے تھے جب یہ فیصلہ ہوا۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے I will go on with agenda یا جو باقی points of order رہتے ہیں وہ کرنے ہیں۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر۔ پتا نہیں ابھی کتنے اور points of order ہیں۔ اگر اس طرح چلنا ہے تو کوئی مجھے اعتراض نہیں ہے۔ میں تو as silence spectator یہاں دیکھوں گا بھی اور سنوں گا بھی اور بیٹھوں گا۔ آخیر دم تک بیٹھوں گا اور تمام points of order سنوں گا لیکن خدارا یہ ایجنڈا ایشو نہ فرمائیں۔

جناب چیئرمین، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ پھر agenda پر آ جائیں کیوں کہ آپ لوگوں کا ہی یہ فیصلہ تھا I have no problem, you want to go with the Agenda, now leave the rest of the points of order. Is that the consensus of the House?

سینیٹر پروفیسر غفور احمد، جناب، point of order کے لیے وقت مقرر کر دیجیے۔

جناب چیئرمین، کتنا وقت مقرر کرنا چاہتے ہیں۔ بھنڈر صاحب کا point تو vaild ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، چار اور points of order لے کر پھر اس کے بعد agenda پر آپ آ جائیں۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ جی نصیر خان مینگل۔

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل (وزیر مملکت برائے پیٹرولیم و قدرتی وسائل)، میرے دوستوں نے جو گیس اور پٹرولیم کے بارے میں point اٹھایا۔ اس کی قیمتوں کا ہم جائزہ لیتے رہتے ہیں اور international market کی قیمتوں سے compare کرتے ہیں۔ اگر Arab gulf region کے حساب سے دیکھا جائے تو تقریباً مئی کے بعد دسمبر تک ہم لوگوں نے کوئی rate raise نہیں کیا اور کوشش کی گئی کہ اسے raise نہ کیا جائے لیکن اس کے برعکس 40 ارب روپے کے خسارے کا سامنا ہمیں کرنا پڑا۔ مزید گنجائش نہیں تھی، مجبوراً اسے raise کرنا پڑا۔ اگر اسے آج بھی انڈیا سے compare کیا جائے تو وہاں کی prices بہت high ہیں۔

اسی طرح جو گیس کا دیا گیا ہے اس سے 70% domestic لوگ متاثر نہیں ہو رہے ہیں اور fertilizer کے سلسلے میں بھی relief دیا گیا۔ باقی ہمارا پروگرام جائزہ لے کر اس کو fix کرتا رہتا ہے، اگر حکومت وقت اس کو accept نہ کرے، یا منظوری نہ دے تو 40 دن کے بعد automatically وہ fix ہو جاتا ہے۔ اگر compare کیا جائے تو اس میں بھی relief دیا گیا ہے کیوں کہ باہر crude oil and furnace oil کی قیمتیں بڑھ گئیں تو پھر ہمیں اس rate پر ہی purchase کرنا پڑتا ہے۔ ان کے ساتھ agreements and commitments ہیں۔ لہذا international market کو سامنے رکھ کر مجبوری کی صورت میں قیمت بڑھانی پڑتی ہے۔

RE DEPORTED PAKISTANIS FROM VARIOUS COUNTRIES

جناب چیئرمین، جی انور بیگ صاحب۔

Senator Muhammad Enver Baig: I would like to draw the attention of honourable Minister for Labour and Manpower and Interior Minister. Mr. Chairman, it has been reported that in the last two years there has been hundred thousand Pakistanis who have been deported from various countries of the world. Sir, just to give you a brief figure, in 2003, 47931 people were deported. I would like to know what action the government has taken, who were involved in this human smuggling and then in 2004, 54469 were deported. There is an increase of about 7 or 8 thousand again. In Karachi alone, Karachi International Airport in the year 2003, 34518 people were deported and the FIA at Karachi International Airport only reported 524 cases. Where have rest of the cases gone? In 2004, 32418 people were deported at Karachi International Airport and only 345 were reported. Where have the rest of the people gone? At Islamabad International Airport in year 2003, 907 were deproted and the

people who were reported were only 79. Again in 2004, 2785 were deported and only 345 reported. Sir, I would like to know from the honourable Minister for Labour and Manpower that who is paying the deportation charges of these Pakistanis. They run into billions and billions of rupees. Number two, what action has the Ministry of Interior and the Ministry of Labour taken against those culprits who are involved in this human smuggling? I have yet to see in the last two years that any travel agency, any travel agent or any person arrested and charged on human smuggling, I would like to have these answers from the honourable Minister. Thank you.

جناب غلام سرور خان (وفاقی وزیر برائے محنت و افرادی قوت): جناب چیئرمین! یہ سوال human smuggling پر ہے اور یہ purely Ministry of Interior سے related ہے۔ یہ Labour and Manpower سے related نہیں ہے۔ میں اتنا واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جو figures انہوں نے بتائی ہیں not a single.... جو بھی لوگ، جو بھی manpower دنیا کے مختلف ممالک کو export ہوتی ہے through Bureau of Immigration کوئی ایسا single case نہیں ہے جو میرے فاضل دوست بتا سکیں کہ جسے deport کیا گیا ہو، جو ایک قانونی طریقہ کار سے گیا ہوا ہو۔ Human smuggling بد قسمتی سے اس ملک میں ہو رہی ہے، border areas سے ہو رہی ہے، ساحل سمندر سے ہو رہی ہے اور Ministry of Interior کو کئی بار اسے refer کر بھی چکے ہیں اور بڑے strict measures, Ministry of Interior اس پر لے بھی رہی ہے لیکن جو انہوں نے کہا کہ جن لوگوں کو deport کیا جاتا ہے ان کے charges کون برداشت کرتا ہے۔ یہ بھی میں واضح کر دیتا ہوں کہ جن ممالک سے ان illegal لوگوں کو deport کیا جاتا ہے، وہی ممالک اور plus facilitate کرنے کے لیے وہاں جو ہماری Embassies موجود ہیں اور جن ممالک میں ہمارے Community

Welfare Attaches موجود ہیں اور جو وہاں سے collection ہوتی ہے Community welfare fund سے، اس فنڈ سے ان کی deporting کے اخراجات بھی برداشت کیے جاتے ہیں لیکن پھر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ issue purely Ministry of Interior کا ہے اور Ministry of Interior اس پر بڑے strict measures لے رہی ہے۔

Senator Muhammad Enver Baig: Mr. Chairman, I think the honourable Minister has not read the Immigration Ordinance ever since he took oath for his job.

Mr. Chairman: Please don't give personal remarks.

آپ بات کریں۔

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, in the Immigration Ordinance 1979, Article 17, it is the responsibility of the Bureau of Immigration and the Ministry of Manpower to check the illegal immigration. It is stated in this Article ofthis Ordinance, how is the honourable Minister saying that it is not the responsibility of the Ministry of Labour and Manpower. Number 2, the honourableMinister also said that the host country where these workers are arrested, they are sending the people and they are paying in this respect. No sir, the host country

وہ کبھی پیسہ نہیں دیتے۔

It is the Pakistan Embassy who pays and I would like to know

یہ ایک لاکھ آدمی دو سال میں آیا ہے۔ ان کے deportation charges کس نے pay کیے ہیں

And he is making a wrong statement when he says that money is used out of the Labour Welfare Fund. It is not used. The Embassies don't have this kind of money. So, I think the honourable Minister is making a wrong

statement in this House and misleading the honourable Members of this Senate.

جناب غلام سرور خان، جناب چیئرمین! میں اپنی بات پر اب بھی stand لیتا ہوں اور میں بڑی واضح طور پر یہ بات کر رہا ہوں اور یہ ذمہ داری قبول کرتا ہوں کہ Gulf سے جن لوگوں کو deport کیا گیا ہے وہاں کی host countries نے وہ اخراجات برداشت کیے ہیں۔ انہوں نے بحری جہاز یا ہوائی جہازوں کے ذریعے جن لوگوں کو واپس بھجوایا ہے ان کے اخراجات host countries نے برداشت کیے ہیں لیکن انہیں facilitate کرنے کے لیے، ان کے کھانے پینے کا بندوبست کرنے کے لیے، ان کے کپڑوں اور جوتوں کے لیے ہمارے Community Welfare Attaches نے اور ہمارے Community Welfare Fund سے ان لوگوں کو facilitate کیا ہے۔ میں یہ بات on the floor of the House کہہ رہا ہوں اور اس بات کی ذمہ داری لیتا ہوں۔

جناب چیئرمین، مولانا راحت حسین۔

RE: ELECTRIFICATION OF SHANGLA

سینیٹر مولانا راحت حسین، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! میں اپنے علاقے کے متعلق پوائنٹ آف آرڈر پر بات کروں گا۔ ہمارا ضلع شانگلہ ایک پسماندہ ضلع ہے جناب چیئرمین! وہاں پر صورتحال بہت گھمبیر ہے۔ ہمارے ضلع کے لئے مرکزی حکومت کی طرف سے بجلی کی مد میں جو ترقیاتی فنڈ دیئے گئے ہیں۔ وہاں لوگوں کے ساتھ، عوام کے ساتھ جو ظلم ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ وہاں پر کھمبے ہیں اور جو کیبل ہے وہ محکمے والے نہیں بلکہ قوم اس کو لگا رہی ہے۔ پہاڑ کی چوٹیوں پر وہ لے کر جاتے ہیں۔ جو کوئی اس میں حصہ نہیں لیتے اس کو بجلی سے محروم رکھا جاتا ہے۔ پول کو لگانے کے لئے ایک ایک بوری سیمنٹ دی جاتی ہے۔ میں نے Water and Power Standing Committee میں بھی یہ بات point out کی تھی ۔ اس وقت سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین صاحب نے وعدہ کیا کہ ہم اس جگہ پر visit کریں گے۔ وہاں پر یہ بھی زبان زد عام ہے کہ محکمے والے لوگ، ایس ڈی او اور اس قسم کے لوگ لوگوں سے پچاس پچاس اور سو سو روپیہ چندہ بھی اکٹھا کرتے ہیں بجلی لگانے کے لئے۔ وہاں جتنی بھی

سکیمیں آج کل ہو رہی ہیں، میری گزارش ہے بجلی اور پانی کے وزیر صاحب سے کہ وہاں انکوائری کی جائے، وہاں پر ایک visit کیا جائے اور وہاں جتنی بھی سکیمیں ہیں خواہ وہ میری ہیں، سینیٹ کے فنڈ سے ہیں، خواہ ایم این اے صاحب کی ہیں لیکن وہاں پر جو ناانصافی ہو رہی ہے اس کی روک تھام کی جائے۔ آج سے تقریباً دو تین دن پہلے خاص طور پر میرے اپنے گاؤں کے لوگ، ہماری تحصیل کے لوگوں نے سٹیٹ منسٹر سے ملاقات کی، اس کے ساتھ ایک بندہ بیٹھا ہوا تھا اس نے بتایا کہ مولانا راحت حسین نے سٹینڈنگ کمیٹی میں یہ پوائنٹ اٹھایا تھا، اس وقت وہاں پر واپڈا کے چیئرمین بھی موجود تھے۔ اس نے یہی کہا کہ مولانا راحت حسین نے یہ بات کی کہ یہ محکمے اور ٹھیکیدار کے ذمہ ہے کہ وہ وہاں پر پول لگائے، وہاں کیبل لگائیں لیکن سٹیٹ منسٹر صاحب یہ کہہ رہا ہے کہ نہیں یہ کون لگائیں گے۔ پھر ظلم کی بات یہ ہے کہ بٹام سے لے کر رانیال تک، وہاں پر بہت پرانے کھمبے موجود ہیں اسی پرانے کھمبوں پر اس نے کیبل لگائے ہیں۔ وفاقی وزیر صاحب نے وعدہ بھی کیا ہے کہ وہ اس معاملے کا حل نکالیں گے اور میں حکومت سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ اگر آپ کو ایسے لوگوں کی ضرورت ہے کہ آپ اپنی حکومت بچانے کے لئے کسی کا ضمیر خریدیں یا وفاداری تبدیل کریں تو یہ اچھی بات نہیں ہے۔ ہمارے حلقے سے جو ایم ایم اے کے ممبر منتخب ہوئے تھے، میں تعصب کی بنیاد پر یہ بات نہیں کرتا کہ وہاں پر جو State Minister Water and Power وہ ایم ایم اے سے چلے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین، آپ اپنی بات کو مختصر رکھیں۔

سینیٹر مولانا راحت حسین، میں حکومت کو مفید مشورہ دیتا ہوں کہ وہ اس قسم کے لوگوں سے دور رہیں، اپنی حکومت کی بدنامی نہ کریں۔ اس قسم کے ضمیر فروش لوگوں کو ذرا لگام لگا دیں۔

جناب چیئرمین، آپ اپنے پوائنٹ آف آڈر پر بات کریں۔

جناب لیاقت علی جتوئی، جناب چیئرمین! جو مولانا راحت حسین صاحب نے بات کی ہے، ان سے میری بات بھی ہوئی تھی، ملاقات بھی ہوئی تھی۔ انہوں نے جو باتیں کی ہیں اس کا procedure ہے۔ ہم Prime Minister's directives پر village electrification کرواتے

ہیں۔ اس کا ایک procedure ہوتا ہے کہ WAPDA کسی کو sub-lease کرتا ہے، Contract دیتا ہے تاکہ وہ کام کریں لیکن اگر مولانا صاحب کو کوئی خدشات ہیں تو میں اس کی enquiry کروا لیتا ہوں کیونکہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہونی چاہیے کہ privately اس کو کیا جائے تو میں ان کو assure کرتا ہوں کہ میں اس کی enquiry کرواکر مولانا صاحب کو مطمئن کروں گا۔ اگر ضرورت پڑے گی تو یہاں پر اس کی brief statement بھی دے دوں گا لیکن ہم یہ کسی طرح بھی اجازت نہیں دیں گے کہ کوئی private لوگ وہاں جا کر کام کریں۔

Mr. Chairman: Senator Akbar Khawaja Sahib.

سینیٹر ڈاکٹر محمد اکبر خواجہ، جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ۔ ابھی کچھ دیر پہلے آپ نے Rules of Procedure کی بات کی تو میں آپ کی توجہ ایک ruling پر divert کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے پہلے ruling دی ہے کہ Standing Committees کے کچھ ممبر ابھی تک چار کمیٹیوں میں ہیں اور کچھ members limited ہیں دو کمیٹیوں میں اور آپ نے ruling دی تھی کہ rules کے تحت سب کو تین کی اجازت ہے۔ ایک تو kindly اس کو reconsider کریں اور دوسرے میں بلوچستان کی debate میں حصہ نہیں لے سکا لیکن ایک چیز میں آپ کے سامنے recommend کرنا چاہوں گا کہ جو بھی solution آئے اس کو definitely debate کیا جائے کہ اس کے pros and cons کیا ہیں اور وہ limited نہ ہو کسی dictator پر، نواب پر یا سردار پر۔ پاکستانی شہری کو سب سے پہلے consider کیا جانا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، پروفیسر ابراہیم صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، ممبران کی تعداد اب کمیٹیوں میں بڑھا دی گئی ہے۔ آج ہی Rules of Procedure جو انشاء اللہ پاس ہوں گے اس میں 3-5 کر دیا گیا ہے۔ وسیم سجاد صاحب کی اس میں amendment موجود ہے۔

جناب چیئرمین، Under representation ان کا وہ point ہے جو کہ اس کے ساتھ انشاء اللہ پورا take up کریں گے۔ ابراہیم صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب! میں آپ کی وساطت سے حکومت کی توجہ ایک نہایت ہی المناک صورت حال کیطرف مبذول کرا نا چاہتا ہوں۔ یہ آج کے "ڈان" کی ایک خبر ہے۔

Nine died in Basant incident. At least nine people were killed and over 200 suffered injuries in Basant related incidents in Lahore on Saturday night and Sunday. At least two of deceased were hit by astray bullets, two or three were electrocuted and the rest were killed in other Basant related incidents. Lahore Police Chief (Operations) Mr. Aftab Cheema told Dawn.

جناب چیئرمین! ان سب واقعات میں the most pathetic یہ ہے کہ four years old Kashaf was in the lap of his father Mubarik Ali in Kot Lakhpat when a string pulled by a kite-flyer slit her throat. She died instantaneously.

جناب چیئرمین! یہ واقعات ہر سال ہوتے ہیں اور اخبارات میں بھی رپورٹ ہوتے ہیں لیکن حکومت ان کا کوئی نوٹس نہیں لیتی۔ شاید اس ملک میں انسانی جان اور انسانی زندگی کی کوئی قیمت نہیں۔

جناب چیئرمین! یہ ایک اور خبر ہے اسی کے متعلق کہ پی ٹی سی ایل نے بسنت کے نام پر پچاس لاکھ روپے اڑا دیے۔ پی ٹی سی ایل کے اعلیٰ افسروں نے سرکاری خرچ پر اسلام آباد سے لاہور جا کر پتنگ بازی کی۔ محکمے نے مخصوص رنگ کی پتنگیں بنوائیں اور جناب چیئرمین! آخر میں ،میں عرض کرنا چاہوں گا کہ پانچ فروری کے دن پوری قوم نے کشمیر کے عوام کے ساتھ، مظلوم عوام کے ساتھ یک جہتی کا مظاہرہ کیا اور اسی رات، اسی شام کو یہ سارے واقعات ہوئے اور ساری یک جہتی پر پانی پھیر دیا گیا۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین، جناب اسلم بلیدی۔

سینیٹر محمد اسلم بلیدی، شکریہ جناب چیئرمین۔ ہم اس floor پر ہمیشہ بلوچستان کے ساتھ، وفاقی forces کی زیادتیوں کا ذکر کرتے رہے اور ،ہمیشہ ہم یہ رونا روتے رہے کہ بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ ان forces کا رویہ دشمنانہ ہے لیکن ہماری ان تمام کوششوں کے

باوجود ظلم وزیادتیوں میں کمی آنے کی بجائے دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ جناب چیئرمین! اسی مہینے کی دو تاریخ کو FC مکران سکاؤٹ کے ایک wing نے ایک میجر صاحب کی کمانڈ میں بلیدہ کے ایک چھوٹے سے گاؤں ناک کو رات کی تاریکی میں اپنے گھیرے میں لے لیا اور چادر اور چاردیواری کے تقدس کو پامال کرتے ہوئے یہ درندہ صفت force کے لوگ غیور بلوچوں کے گھروں میں رات کے اندھیرے میں گھس گئے اور گھروں سے سوئے ہوئے لوگوں کو جگایا اور سب لوگوں کو گھروں سے نکال کر خواتین کو الگ اور مردوں کو الگ lines میں کھڑا کر دیا گیا اور ان پر بے تحاشا تشدد کیا ۔ پوری رات پورے گاؤں میں اس force نے لوٹ مار مچائے رکھی ۔ لوگوں کے گھروں سے زیورات ، قیمتی کپڑے اور موٹر سائیکل اپنے ساتھ لے گئے اور جاتے وقت گاؤں کے تقریباً 15 کے قریب آدمی بھی اپنے ساتھ لے گئے ۔ تین دن تک اپنے camp میں ان مظلوموں پر تشدد کیا گیا اور جب وہاں کی political پارٹیوں کو پتا چلا تو انہوں نے ان زیادتیوں کے خلاف ایک زبردست احتجاج کیا اور اس احتجاج کے نتیجے میں وہ بے گناہ لوگ، وہ مظلوم بلوچ FC کے camp سے رہا ہوئے ۔

جناب والا! ایک طرف مذاکرات کی بات کرتے ہیں، reconciliation کی بات کرتے ہیں اور لوگوں کو FC اور Coast Guard کی زیادتیوں سے نجات دلانے کی بات کرتے ہیں لیکن دوسری طرف انہی باتوں کے دوران یہ ظلم اور زیادتیاں بھی جاری و ساری ہیں۔ جناب والا! ایک طرف ہم یہ شور مچاتے رہتے ہیں کہ Indian occupation forces کشمیریوں پر زیادتی کر رہی ہیں۔ یہ ہم بھی مانتے ہیں کہ یہ زیادتی کر رہے ہیں لیکن ہم یہ نہیں دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے ملک کی اپنی forces اپنے عوام کے خلاف کیا کر رہی ہیں۔

جناب چیئرمین، بلیدی صاحب! آپ اپنی تقریر کو ذرا مختصر رکھیں۔

سینیٹر محمد اسلم بلیدی، ہمارے اپنے یہ کام کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، بلیدی صاحب! تشریف رکھیئے۔

سینیٹر محمد اسلم بلیدی، عوام کے خلاف یلغار ہو رہی ہے اور بے حرمتی ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین، اب آپ تشریف رکھیں۔

سینیٹر محمد اسلم بلیدی، میں آپ کے توسط سے گورنمنٹ کے ذمہ دار افراد کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہ ان زیادتیوں کا نوٹس لیں۔ ان ذمہ دار آدمیوں سے باز پرس کریں تاکہ آئندہ ان درندہ صفت forces کی جانب سے ملک کے شہریوں کی اتنی بے حرمتی نہ ہو اور ملک کے شہریوں کے جان و مال کی حفاظت ہو۔

جناب چیئرمین، آپ تشریف رکھیئے۔ I still have six more names with me.

Do you want to continue or take up the business? Wasim Sahib.

سینیٹر وسیم سجاد، چونکہ Private Member's Day ہے، جس طرح ان کی مرضی ہے، ہمیں قبول ہے۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی، جناب والا! میں بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین، جو نام میرے پاس ہیں، ان میں آپ کا نام نہیں ہے۔ اگر آپ بولنا چاہتے ہیں تو پھر میں آپ کو موقع دوں گا کیونکہ اس طرف سے میرے پاس اور کوئی نام نہیں ہے۔ اس کے بعد میں آپ کو موقع دے دیتا ہوں۔

سینیٹر سید سجاد حسین بخاری، جناب والا! میں ایک واقعہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ گزشتہ دنوں فیصل آباد میں پاکستان پیپلز پارٹی کے ایک MPA ڈاکٹر اسد معظم کے ساتھ پولیس نے انتہائی ہتک آمیز سلوک کیا اور اس میں جو officers یا ملازمین ملوث تھے، ان کے خلاف گورنمنٹ نے کوئی خاطر خواہ اقدام نہیں لیا۔ اگر ممبران اسمبلی کے ساتھ اس قسم کا سلوک روا رکھا جائے گا تو اس سے عام آدمی کو بہت سارے خدشات لاحق ہوں گے۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ اس قسم کے واقعات کا تدارک کیا جائے اور اس پر پوری توجہ دی جائے۔

جناب چیئرمین، جناب فرحت اللہ بابر صاحب۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر، جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے حکومت کی توجہ دو چیزوں کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ پہلی بات یہ ہے کہ اسفند یار ولی صاحب، سینیٹر الیاس بلور

صاحب اور میں نے ایک Call Attention Notice جمع کروایا تھا لیکن چونکہ اس کی باری نہیں آئی ، اس لئے میں آپ کی اجازت سے اسی مسئلہ کو Point of Order کے ذریعے اٹھانا چاہتا ہوں۔

میرا Point of Order یہ ہے کہ صوبہ سرحد میں گدون امازئی انڈسٹریل اسٹیٹ اور پشاور میں واقع انڈسٹریل اسٹیٹ میں جو کارخانے ہیں ، ان کو چلانے کے لئے Captive Power Units بھی لگائے گئے ہیں۔ Captive Power Units وہ ہوتے ہیں جو گیس کے ذریعے خود اپنی بجلی پیدا کرکے کارخانے چلاتے ہیں۔ صوبہ سرحد میں اس وقت تین یا چار captive power units ہیں جن کو گیس کی سپلائی دسمبر کے دوسرے ہفتے سے بند ہو گئی ہے ۔ Normally جس طرح بجلی کی لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے اسی طرح گیس کی بھی لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے۔ وہ equally تمام صوبوں میں distribute کی جاتی ہے۔ پاکستان میں دو سو کے قریب captive power units ہیں لیکن صرف چار captive power units جو صوبہ سرحد میں ہیں ان کی گیس سپلائی گزشتہ ۶۰ دنوں سے منقطع ہے۔ وزیر صاحب سے ایک delegation نے ۸ جنوری کو ملاقات کی تھی اور انہوں نے یقین دہانی کرائی تھی کہ جب گرگری کا گیس سٹیشن functional ہوگا تو گیس کی سپلائی بحال کی جائے گی۔ گرگری گیس پلانٹ بھی اب on-line آ گیا ہے لیکن صوبہ سرحد کے ان چار captive power stations کو ابھی تک گیس سپلائی نہیں کی گئی ۔

جناب چیئرمین ! دوسرا point of order جو میں اٹھانا چاہتا ہوں وہ اوکاڑہ میں ملٹری فارم پر مزارعین کے ساتھ گزشتہ روز ایک بار پھر تشدد کے واقعات ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ ، دسمبر کو اسی سینیٹ نے اپنی ایک رپورٹ منظور کی تھی ۔ اس میں کچھ سفارشات ہیں ۔ جب بھی کوئی ایسی رپورٹ آتی ہے تو حکومت کو ان سفارشات پر عمل کرنا چاہیے۔ اس کے رد عمل کے طور پر مزارعین پر تشدد بڑھ جاتا ہے۔ جب human rights watch کی ان مزارعین کے حق میں رپورٹ چھپی ، اگلے روز ان پر تشدد کیا گیا۔ جب سینیٹ کی رپورٹ ، دسمبر کو آئی ، دو روز بعد ان پر تشدد کیا گیا اور گزشتہ روز جب ایک سیاسی پارٹی نے ان مزارعین کے حق میں بیان دیا تو ان پر ایک بار پھر تشدد کیا گیا تو میں آپ کی وساطت سے حکومت کی توجہ ان چیزوں کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ اگر سینیٹ نے ایک رپورٹ منظور کی ہے ۔ اپنی recommendations دی ہیں تو

خدا کے لیے اس کا احترام کریں اور اس کا طریقہ یہ نہیں ہے کہ اوکاڑہ کے ملٹری فارم کے tenants پر مزید تشدد کیا جائے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: مسٹر ولی محمد بادینی۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: اس دن بلوچستان کے بارے میں مجھے موقع نہیں ملا۔ یہاں بلوچستان کے لیے کافی تقریریں ہوئی ہیں۔ ہم سب کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ ان میں کافی خیر خواہ بھی نکلے ہیں لیکن بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حقیقت کی طرف کوئی بھی نہیں جاتا ۔ حقیقت یہ ہے کہ ۵۷ سال سے بلوچستان پس رہا ہے ان میں سے یہ ۵ سال minus کر دیں، جو ترقیاتی کام اس پانچ سال میں ہوئے ہیں اس کا نام کوئی بھی آج تک نہیں لیتا ہے اور جو کام ہوتا ہے بجائے اس کی اچھائی کے، اس کو reject کر رہے ہیں۔ ہم اپنے بھائیوں سے request کرتے ہیں کہ اس کو سیاست کی بھینٹ نہ چڑھایا جائے۔ بلوچستان پہلے سے پسا ہوا ہے۔ ابھی اپنی سیاست اس میں نہ چمکائیں۔ یہ debate صرف سوئی کے اوپر تھی ۔ بلوچستان پر نہیں تھی، سوئی کو لوگوں نے چھوڑ کر بلوچ پشتون کا نعرہ لگایا۔ میں ان بھائیوں سے پوچھتا ہوں کہ انہوں نے جو 9/9,10/10 سال بھٹو صاحب سے لیکر آخر تک حکومت کی تو انہوں نے بلوچستان کے لیے کیا کیا، مہربانی کرکے وہ آج ایک چیز کی نشاندہی کریں کہ ہم نے بلوچستان کے لیے یہ کیا ہے۔ فوج کشی بھی انہوں نے کی ہے، جیلوں میں بھی انہوں نے ڈالا ہے، سب کچھ انہوں نے کیا ہے۔ وہ اپنے والے سارے کام بھول گئے اور آج ہمارے بڑے خیرخواہ ہو گئے ہیں ۔ ہم ایک بلوچستانی کی حیثیت سے بات کر رہے ہیں۔ وہ آج ہمارے بڑے خیرخواہ ہو گئے ہیں کہ بلوچستان میں یہ ہو رہا ہے، وہ ہو رہا ہے۔ ایک کمیٹی بنی ، تقریباً جتنے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں 80/90 فیصد اس کمیٹی میں شامل ہیں۔ ابھی کوئی صبر نہیں کر رہا ہے کہ کمیٹی کی رپورٹ آ جائے۔ اس سے پہلے واویلا شروع ہے اور جو بھائیوں نے بائیکاٹ کیا ہے وہ کمیٹی کی آخری meeting تک موجود تھے۔ کیونکہ میں بھی اس کمیٹی کا ممبر ہوں۔ اس وقت کسی نے اعتراض نہیں کیا، جب کمیٹی کا کام ختم ہو گیا۔ آگے drafting کا کام ہو رہا تھا تو اب انہوں نے بائیکاٹ کر دیا ۔ کل بھی کسی بھائی کا اخبار میں بیان آیا ہے کہ ہم بائیکاٹ کر رہے ہیں۔ بھئی کس سے بائیکاٹ کر رہے ہو۔ آپ

مہربانی کر کے اس بلوچستان کو اپنا ملک سمجھیں، اس پر سیاست نہ چمکائیں۔ آج ہر طرف سے بلوچستان پر چڑھ رہے ہیں، کیوں؟ کیونکہ کام ہو رہے ہیں، صرف تکلیف یہ ہے کہ جنرل مشرف صاحب جب سے آئے ہیں اور اتنا کام بلوچستان میں ہوا ہے، میں ان کو challenge کرتا ہوں کہ ہمیں 57 سال میں دکھائیں کہ ہم نے یہ کام کیا ہے۔

اس کے علاوہ بھائی یہ کہہ رہے ہیں کہ کاغذوں میں تو ہم نے ان کاموں کو ڈالا تھا، بھئی کیا ہم کاغذوں کو چاٹیں۔ جب جنرل مشرف صاحب آئے تو تمام کام 6 مہینے کے اندر اندر start ہو گئے، کیا یہ کچھ نہیں ہے۔ وہ اپنی یہ تعریف کر رہے ہیں کہ جی کاغذوں میں تو ہم نے start لیا تھا۔ یہ ہمیں بھی پتا ہے کہ کاغذوں میں start لیا ہے مگر کیا کیا ہے۔ خدارا کیوں بلوچستان کے ساتھ اتنی زیادتی کر رہے ہو، یہ اچھائی نہیں ہے جو ہو رہا ہے، ہم سن رہے ہیں۔ یہ بلوچستان کے ساتھ زیادتی ہے۔

جہاں تک سرداری نظام کا تعلق ہے، سرداری نظام ایک ایسی چیز ہے جو کہ کسی کا دیا ہوا نہیں ہے۔ ہم ابھی بھی سرداری نظام کو مانتے ہیں، سرداری اُس کے قوم کی سرداری ہے، پاکستان کی سرداری نہیں ہے۔ ہمارے جتنے بھی سردار صاحبان ہیں وہ ہمارے محترم ہیں، ہم ان کی عزت کرتے ہیں، قدر کرتے ہیں لیکن وہ سیاست میں ہیں، سرداری میں نہیں ہیں۔ یہ سارے گورنر رہے ہیں، وزیر اعلیٰ رہے ہیں، سب کچھ رہے ہیں، ابھی بھی وہ سیاست کر کے خدارا کیوں بلوچستان کو پاؤں کے نیچے رگڑ رہے ہیں اور دوسروں سے بھی کہلواتے ہو۔ تین دن میں آپ نے دیکھا کہ بلوچستان کو چھوڑ کر ہر ایک نے اپنا issue اس میں ڈال دیا۔ جیسے کاکڑ صاحب نے کہا کہ ہم نے result تو چھوڑا نہیں، اس کو ایسا اکٹھا کیا کہ اس کا پتا ہی نہیں چل رہا ہے کہ debate کس پر ہوئی ہے، Frontier پر، پنجاب پر، سندھ پر، بلوچستان پر کس پر ہوئی ہے۔ نواب ایاز نے اپنی تفصیل بتائی ہے، ٹھیک ہے وہ نواب ہے، اپنے گاؤں کا نواب ہے، اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے، جو بھی facts & figures تھے وہ انہوں نے بتائے، یہ صحیح بات ہے کہ کسی نے اس کا جواب تک نہیں دیا۔ اسی طرح نواب صاحبان ہیں، ہمارے سردار صاحبان ہیں، ہم سب کا احترام کرتے ہیں لیکن ہم اپنے بھائیوں سے یہی request کرتے ہیں کہ ان کو سیاست میں نہ ڈالیں۔ جنرل مشرف صاحب اگر کام کر رہے ہیں تو ہمارے لئے کر رہے ہیں، بلوچستان میں

کر رہے ہیں، کوئی کہتا ہے کوسٹل ہائی وے ہماری نہیں ہے، تربت روڈ ہماری نہیں ہے تو بھئی تم لوگوں کا کیا ہے بتاؤ۔

جہاں تک گوادر کا سوال ہے۔ میں کہتا ہوں کہ کوئی نواب، کوئی سردار، کوئی سیاستدان بلوچستان کا مخالف نہیں ہے، یہاں ان کو show کیا جا رہا ہے کہ وہ مخالف ہیں، میں کہتا ہوں کہ کوئی مخالف نہیں ہے بلکہ ہمارے بھائیوں نے اپنی تقریر میں بھی یہ کہا۔ پہلے issue اٹھا labour کا، ملازمتوں کا، جب ملازمتوں کا مسئلہ حل ہو گیا تو اب اٹھا ہے کہ جی ہم اقلیت میں تبدیل ہو رہے ہیں۔ خدارا دنیا میں کہیں ایسا ہے کہ اپنی چیز کو آپ نہیں بیچ سکتے۔ ایک چیز ہماری ہے ہمیں اُسے بیچیں گے، آپ نہیں روک سکتے، آپ یہ کر سکتے ہیں کہ آؤ خریدو، اس سے کم پر خریدو، خریدو۔ آپ اسلام آباد میں بیٹھیں ہیں اور لوگوں پر انگلیاں اٹھا رہے ہیں کہ اپنی چیز کیوں بیچ رہے ہیں۔ وہی گوادر تھا جسے کوئی دس روپے ایکڑ نہیں خریدتا تھا اب 50 لاکھ میں بک رہا ہے، وہ لوگوں کا نہیں ہے، یہ فائدہ کس کو جا رہا ہے۔ مچھلی کا حوالہ دیا، دوسری چیزوں کا حوالہ دیا، لوگوں نے ساری باتیں کی ہیں۔ ہم اپنے بھائیوں سے request کرتے ہیں کہ مہربانی کر کے بلوچستان کے ساتھ مزید زیادتی نہ کریں، جو کچھ ہوا ہے بہت ہوا ہے۔ جیسا انہوں نے گیس کا مسئلہ اٹھایا ہے، اسی طرح اب یہ بلوچستان کو بھی ننگا کر رہے ہیں، اپنا مقصد حل کر رہے ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ اس میں ہمارے لئے کیا ہو رہا ہے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین، ڈاکٹر عبداللہ ریاڑ۔

RE: AVAILABILITY OF CLEAN DRINKING WATER

سینیٹر ڈاکٹر عبداللہ ریاڑ ، Thank you Mr. Chairman, آپ کے توسط سے جناب چیئرمین! میں آج اس ہاؤس اور حکومت کی توجہ ایک issue کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ Government of Pakistan is signatory to millennium development goals اور اس millennium development goals کا جو حصہ ہے وہ development of human capacity, improving the health and education of the population of Pakistan and reducing the poverty. اس کے ساتھ ایک اور element ہے جو

by 2015 Government of Pakistan is signatory that providing the clean drinking water to half of those who are deprived of clean drinking water in Pakistan.

اس وقت تک جو صورتحال ہے میں اس کا تھوڑا سا جائزہ اس لئے دینا چاہ رہا ہوں کہ شاید میرے
چند دوستوں کے سامنے اس کی تفصیل نہ ہو کہ ایک citizen of Pakistan کے لئے صاف اور
بیماریوں کے اجزاء سے پاک پانی سب سے بڑی نعمت ہے اور یہ حکومت کا اولین فرض ہے اور
ماضی کی حکومتوں کا بھی یہ فرض رہا ہے کہ وہ clean drinking water اپنے شہریوں تک
پہنچائیں۔ Unfortunately چھ دہائیوں میں کسی بھی حکومت نے اتنی توجہ نہ دی اور کوئی
resource allocation نہیں کی گئی جس کی وجہ سے ہماری population کا بیشتر حصہ تو کیا،
میں کہوں گا کہ 95% of the population is deprived of clean healthy drinking
water. Sewerage line اور پانی کی line اکٹھی چلتی ہیں اور recent study ہوئی ہے
Pakistan Water Association کی جانب سے، 20 شہروں کی water supply کو
analyse کیا گیا اور اس میں 17 cities کا جو water ہے that has been found not
compatible with the human drinking.

میں آج کے اس point of order پر حکومت کی attention دلانا چاہتا ہوں کہ جن
resources کی privatization ہونی چاہیے بجائے ایک شہری کے لیے، اس کی صحت اور اس کی
اپنی security اپنے disease free اور بیماری سے پاک جسم سب سے بڑی national
security priority ہے اور اس کے خاندان کی صحت اس کے لیے سب سے بڑی national
security priority ہے۔ ہماری حکومت کو اس چیز پر بہت زیادہ توجہ دینی چاہیے لیکن یہ سیکٹر
مکمل طور پر ignore کیا گیا ہے اور clean drinking water کی دستیابی کے لیے جو موجودہ
infrastructure ہمارے ملک میں موجود ہے، میں جناب کی توجہ اس کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ
اس وقت Federal Government level پر کوئی ایسا محکمہ نہیں اور ہونا بھی نہیں چاہیے جو
اس چیز پر energy utilize کرے۔ یہ service ہے تحصیل level کی جس کو TMA کا درجہ
ہے اور TMAs اور union council, nazims اور mayor municipalties are the

responsible organizations جن کے resources بالکل نہیں ہیں اور lack of resources کی وجہ سے neither the municipalties nor the TMAs are in a position to implement a clean drinking water system in the country جو کہ نہایت ضروری ہے ہر citizen کے لیے۔

میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا آپ کے توسط سے حکومتی اہلکاروں کو کہ خدا کے واسطے resource application جو کہ UNESCO کی current study میں یہ ہے کہ Pakistan in next ten years in order to meet that target by 2015 it requires 250 plus billion rupees. بالکل بجا ہے، یہ ایک tall order ہے مگر ہم اگر اپنی priorities کو ٹھیک کر لیں، اگر ہم 1.5 billion dollars کے ہوائی جہاز خریدنے کے لیے راتوں رات policies بنا لیتے ہیں تو ہمیں یہ چار بلین ڈالر over a period of 10 years اس کے لیے allocation ہو سکتی ہے۔ یہ ایک میری التجا ہے۔ وزیراعظم شوکت عزیز جیسی مدبرانہ personality اور well versed global citizen ہونے کے ناطے ان کی یہ top priority ہونی چاہیے اور ان کی Cabinet کو اس چیز پر debate کرکے resources کو privatize کرکے money should be devolved to the level of TMA and the muncipalties for meeting the target of millennium development goals. Thank you very much, Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Mr. Omar Ayub sahib.

Mr. Omar Ayub Khan (Minister of State for Finance): Sir, if I can give some reply to doctor sahib.

جناب! سب سے پہلے میں ڈاکٹر صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جس point پر روشنی ڈالی ہے، یہ یقینی طور پر اس وقت پاکستان کا ایک بہت اہم مسئلہ ہے اور وہ water supply schemes کا ہے۔ یقینی طور پر جناب! میرا خود تعلق دیہاتی علاقے سے ہے اور دیہاتوں میں اور پاکستان کے چھوٹے اور بڑے شہروں میں بھی ایک بہت اہم مسئلہ پینے کے

صاف پانی کا بھی ہے اور ڈاکٹر صاحب نے بالکل درست کہا کہ یہ Federal Government کا نہیں بلکہ ایک TMA, district اور union councils جیسے جو ادارے ہیں ان کا کام ہے۔ میں اس پر بھی بات کروں گا جناب! پر ایک بات مجھے افسوس کے ساتھ کرنی پڑتی ہے کہ یہ جنرل پرویز مشرف صاحب ہی تھے جنہوں نے local government کو strengthen کیا حالانکہ یہ کام political governments کا ہے جوکہ 90 کی دھائی میں کرنا چاہیے تھا پر انہوں نے اس کو ختم کیا، توڑا اور اس کی وجہ سے آج ہمیں اس چیز کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے کہ TMAs, Districts شہروں اور دیہاتوں میں water supply schemes نہیں مل رہی ہیں ۔ سیوریج اور پانی کی لائنیں اکٹھی جارہی ہیں ۔ اسی چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے PSDP میں ہماری حکومت resource mobilization کے لئے اس پر allocations کرتے ہیں ۔ اس کے علاوہ وزیراعظم پاکستان جناب شوکت عزیز صاحب نے جب قوم سے خطاب کیا تو اس میں انہوں نے کچھ ترجیحات point out کی تھیں ۔ ان ترجیحات میں clean drinking water کو انہوں نے سب سے اول درجے پر رکھا تھا اور millennium development goals کے بارے جو ڈاکٹر ریاڑ صاحب بات کر رہے ہیں ، حکومت پاکستان کی انشاللہ تعالیٰ پوری کوشش بھی ہو گی اور یقینی طور پر ہم اس کو achieve کریں گے resource mobilization بھی کریں اور کیوں نہ کریں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری economy grow کر رہی ہے اور جو resources ہمیں مل رہے ہیں ان سے ہم بہتر target achieve کر رہے ہیں ۔وہ وسائل ہم ان ہی چیزوں پر لگائیں گے ۔ لوگوں کی بہتری کے لئے infrastructure development کے لئے وہ جو پاکستان کے غریب لوگ ہیں ، پاکستان کی جو ہماری عوام دیہاتوں میں مقیم ہے ان کی بھلائی کے لئے ہم یہ کریں گے ۔ یہ چیز اس لئے ضروری ہے کیونکہ جب clean drinking water لوگوں کومہیا ہوگا تو ہیپاٹائٹس بی جیسی بیماریاں ہیں یا اور بیماریاں ہیں ، یہاں میڈیکل کے شعبے سےتعلق رکھنے والے صاحبان مجھ سے بہتر جان سکیں گے کہ کون کونسی بیماریاں ہیں جن کا خاتمہ ہم لوگ بخوبی کرسکیں گے اور ایک تندرست قوم ، ایک تندرست نوجوان قوم پاکستان کی ترقی کے لئے زیادہ بہتر کام کرسکے گی rest assure sir, I give assurance on the floor of the House کہ حکومت پاکستان کی طرف سے اس پر اخراجات ہم کر رہے ہیں ۔ اس پر resource allocation ہو رہی ہیں ۔

وزیراعظم کا ، صدر صاحب کا یہ ایک مشن ہے کہ ہم لوگ چھوٹے شہروں کو ، دیہاتوں کو promote کریں اور نہ صرف یہ technical vocational trainings کا پروگرام عنقریب انشااللہ شروع ہونے والا ہے ۔ بلکہ جناب ! اس کے علاوہ آپ دیکھیں گے کہ آپ کے پاس کراچی کے لئے City Development programme وزیراعظم initiate کر رہے ہیں ، Lahore Development کے لئے کر رہے ہیں ۔ بلوچستان کے چھوٹے شہر بالخصوص اور اندرون سندھ کے علاقوں کو develop کرنے کے لئے بھی وزیراعظم صاحب کا ایک goal ہے ۔ اس کے لئے resources بھی mobilized ہوں اور اس پر اگر Dr. Riar, if he wants a debate on this یا resolution move کرنا چاہتے ہیں ، جو مرضی ہے وہ instruments استعمال کرلیں we will be more than happy to give more information on it, question کرنا چاہتے ہیں تو ہم اس کو with open arms welcome کریں گے ۔ Thank you very much.

(مداخلت)

جناب چیئرمین ، پھر سوال جواب میں سارا وقت لگ جائے گا ۔ پہلے ہی points of order بہت ہوچکے ہیں ۔ رخسانہ زبیری ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین ، جی ایجنڈا پورا کرنا ہے ۔ دو تین points ہیں وہ لے لیتے ہیں ۔ رخسانہ زبیری صاحبہ کا نام ہو گیا ہے ۔ let she start.

(مداخلت)

جناب چیئرمین ، آپ نے پہلے بات کر لی تھی ۔ وہ کہہ رہے ہیں اس پر debate ہوسکتی ہے آپ سوال بعد میں کرلیں ۔ جی رخسانہ زبیری ۔

سینیٹر (انجنیئر) رخسانہ زبیری ، Thank you. Mr. Chairman سب سے پہلے تو oil prices کے سلسلے میں ، میں پھر repeat کرنا چاہوں گی ۔ جیسا پروفیسر خورشید صاحب نے فرمایا oil prices کے بارے میں جو special meeting ہوئی تھی اس میں جو information

دی گئی تھیں وہ غلط تھیں - اس کی basis wrong ہے - اس کا basis imported price ہے
اور اس طرح تقریبا چار روپے پٹرول پر consumer زیادہ pay کر رہا ہے -

دوسری بات یہ تھی کہ Minister Sahib نے کہا کہ 24 billion or so
government observe کر رہی ہے that was petroleum development جو اب oil
marketing companies کو as fraight دے دی گئی ہے - so it is basically a
reallocation دوسری بات کی طرف میں آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں PIA کے معاملے پر -
اس House میں بہت مرتبہ بہت serious questions آئے اور ان کے جواب دیئے گئے -
اس پر ایک special session بھی ہوا لیکن پی آئی اے وہیں کا وہیں ہے جہاں تھا - جناب!
پچھلے سال انہوں نے اپنا پورا fleet F27 Fokker کا گیارہ لاکھ ڈالر میں بیچا - گیارہ جہاز گیارہ
لاکھ ڈالر میں بیچے گئے اور آج آپ دیکھیں تو انہوں نے پھر اشتہار دیا ہے کہ ان کو دو F27 جو.
بیچے تھے ، ابھی دو ہی کی delivery ہوئی ہے ، وہ دوبارہ لیز پر لینا چاہ رہے ہیں ایک سال چھ
مہینے کے لئے - Why F27 why not a F50 جناب یہ بہت serious معاملہ ہے - اس ایوان
کو اس پر بحث کرنی چاہیے - Nation assets کو بانٹا جا رہا ہے - آپ دیکھیں آڈیٹر کی رپورٹ
ہے Rs. 1.5 billion کے stocks and spares,
U.K. کی ایک کمپنی کو transfer کئے گئے - Sir, what is going on in this country?
ایک طرف poverty ہمارا biggest problem ہے اور poverty کے ساتھ اتنی زیادہ دولت کا
ضیاع- آپ دیکھیں حکومت میں transparency بالکل ختم ہو گئی ہے، چاہے وہ سکھر بیراج کی
مرمت کا معاملہ ہو FWO کو کہہ دیا جاتا ہے کہ آپ کام شروع کریں- Sir, we should
have, in facts transparency issue. This House should have specific
debate on PIA کیونکہ بہت سے جہاز یہ مزید بھی بیچنا چاہ رہے ہیں اور کہا یہ جا رہا ہے کہ اسی
قسم کے جہاز پہلے lease پر لئے ہوئے ہیں اور high cost of lease پر لئے گئے ہیں- کارگو
کی جو lease ہے وہ wet lease ہے کیونکہ انہی کا staff اور انہی کا
سارا maintenance ہے - Sir, this is sheer loss of National resources. Oil کے
اوپر بہت ضروری ہے کہ House کے اندر بیٹھ کر detailed بحث ہو- اگر آپ دیکھیں کہ ۲۰۰۲

میں کمپنی جو profit دے رہی تھی، National Refinery was paying something like
Rs. 5. اسی طرح oil marketing companies ہیں۔ اس وقت انہوں نے اس سال فی لیٹر ۲۴
روپے pay کئے ہیں۔

What has happened to it? They are able to fix price of products, as they please sir. Thank you.

جناب چیئرمین، یہ جو آپ fokkers کی بات کر رہی ہیں، جو plane لے رہے ہیں
may be if they are of the same kind but in the different condition, because
کیونکہ ان the fokkers that have been on the PIA board, they had to sell them
کی landings complete ہو چکی تھی کیونکہ اس کے بعد capacity نہیں ہوتی۔ So, they
may be asking for the similar planes but not the same one like.

Senator Engr. Rukhsana Zuberi: Sir, F-27 means a particular brand, a particular thing.......

Mr. Chairman: Right, but not the same that they have sold.

Senator Engr. Rukhsana Zuberi: Sir, believe me. You would be surprised. He will be surprised.

Mr. Omar Ayub Khan: Mr. Chairman! sir, on point of personal explanation.

جناب چیئرمین! PDL کے حوالے سے جو میں نے briefly explanation دی تھی اس کے
بارے میں محترمہ سینیٹر صاحبہ نے کہا۔ Sir, let's get the facts correct. I would
request کہ جب یہاں پر debate ہوتی ہے on a resolution or whatever یہاں پر let
the facts come out. We will be more than happy to present all the facts.
اس وقت سینیٹر صاحبہ کے ذہن میں کوئی points ہیں which needs to be clarified,
تقریباً they will be more than clarified. The figure is more than 34 billion sir.

4 billion per month. Petroleum Development Levy (PDL) that is something different. Government جو ایک قسم کی subsidy عوام کو دے رہی تھی that is something different, these are two separate things sir. جہاں تک F-27 کی بات ہے۔ آپ نے جناب خود اس کی clarification دے دی ہے۔ They have completed their landings. Aircraft کی ایک حد ہوتی ہے۔ I am a flyer myself sir. ایک حد تک آپ جہاز کو لے جا سکتے ہیں۔ اس کی landings اس کی air frame requirement پوری کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد

it is not safe for that aircraft to fly, then you look for alternate. PIA is looking for options of purchasing other aircrafts till that time. This is a sort of stop gap arrangement. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Chairman: We will take up the Agenda. Item No. 2, Mr. Farhat Ullah Babar.

(interruption)

جناب چیئرمین، نہیں نہیں، یہاں سے تو بہت زیادہ ممبران نے بات کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس وقت سارے لوگ چاہتے ہیں کہ اب ایجنڈا لیا جائے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے آپ جو فیصلہ کریں۔ دیکھیں آپ لوگ کوئی فیصلہ کرلیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اگر آپ points of order کو continue کرنا چاہتے ہیں تو میں تیار ہوں۔

سینیٹر سید محمد حسین، جناب چیئرمین! مجھے صرف ۳۰ سیکنڈ دے دیں۔

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے ایجنڈے پر ہمیں چلنا چاہیے۔ جی فرمائیں۔

سینیٹر سید محمد حسین، شکریہ جناب چیئرمین۔ مشہور ہے کہ ایک آدمی کا والد فوت ہو رہا تھا اور بہت اندھیرا تھا۔ اس کے پاس دیا پڑا ہوا تھا۔ کسی نے پوچھا کہ آپ دیے کو کیوں نہیں جلاتے۔ اس نے کہا کہ کسی ضروری وقت کے لئے یا مناسب وقت کے لئے میں نے یہ رکھا ہے۔ بعد میں جب ضروری وقت آ جائے تو میں اس کو جلاؤں گا۔ اس نے کہا کہ خدا کے

بندے آپ کا والد اس وقت مر رہا ہے' اس سے ضروری وقت اور کیا ہو سکتا ہے۔ میں فنڈز کے بارے میں کہتا ہوں کہ حکومت بار بار کہہ رہی ہے کہ ہمارے پاس خزانہ بھرا پڑا ہے لیکن کروڑ کے بجائے انہوں نے ہمارے فنڈز کو ۵۰ لاکھ کر دیا ہے۔ ہم نے لوگوں سے وعدے کئے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ یہ خزانہ آپ نے کب کے لئے رکھا ہے۔ خدا کے لئے ہمیں فنڈز جاری کریں۔ ہم نے لوگوں کے ساتھ وعدے کئے ہیں۔ ہم نے ترقیاتی کاموں کے اعلانات کئے ہیں۔

جناب چیئرمین، نہیں، ترقیاتی کاموں میں مجموعی طور پر اضافہ ہوا ہے۔ صرف ذاتی فنڈز میں کمی ہوئی ہے۔ اچھا تشریف رکھیں۔ پہلے Minister sahib کو سن لیں۔ پھر اس کے بعد we will take up the agenda.

جناب عمر ایوب خان، جناب چیئرمین! ماشا اللہ معزز ممبر کا تعلق میرے ہی صوبے سے ہے، یہ میرے بڑے بھائی ہیں۔ صوبہ سرحد میں MMA کی حکومت ہے۔ وہ اپنی مرضی سے وہاں اپنے حلقے میں development کا کام کر سکتے ہیں، ان کو تو Federal حکومت کی ضرورت بھی نہیں ہونی چاہیے اور یہ خود بخود وہاں پر کام کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین، جناب عفور احمد صاحب۔

سینیٹر پروفیسر عقور احمد، جناب! آپ کو یاد ہو گا کہ پچھلی مرتبہ Private Members Day کے موقع پر ہمارا سارا وقت ایک resolution پر صرف ہو گیا تھا اور Bills pending رہ گئے تھے جو آ گئے تھے۔ آپ نے اس وقت یہ حکم دیا تھا کہ آئندہ جو Private Members Day آئے گا، Bills پہلے کر لیں گے۔ آج میری گزارش یہ ہے کہ سوائے Bills کے کوئی چیز Agenda میں شامل ہی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، نہیں، ہیں، آگے بھی ہیں، بہت کچھ ہے۔

سینیٹر پروفیسر غفور احمد، میں معافی چاہتا ہوں، میں نے دیکھا نہیں تھا۔

جناب چیئرمین، جی فرحت اللہ بابر صاحب۔

Consideration of Private Members Bills

The IncomeTax Amendment Bill 2004

Senator Farhat Ullah Babar: I beg to move for leave to introduce the Bill further to amend the Income Tax Ordinance , 1979 [The Income Tax (Amendment) Bill, 2004].

Mr. Chairman:Is it opposed?

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب! میں اس کی وضاحت کر دیتا ہوں اگر وہ مناسب سمجھیں تو پھر وہ جو چاہتے ہیں ہم کرنے کے لیے تیار ہوں گے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ 1979 کا جو Ordinance ہے that has been repealed and it has been replaced by 2001 اس Ordinance کا نمبر 49 of 2001 ہے، ایک بات۔ دوسری بات جو معزز سینیٹر کہنا چاہتے ہیں کہ ایک شق ہونی چاہیے کہ اس طریقے سے یہ 1993-94 or 1997 میں Directory بنی تھی کہ جس میں تمام income tax payers کا پتا بھی تھا، جتنی رقوم انہوں نے جمع کرائیں، یہ process repeat ہوا 1993-94, 1995-1997 میں، تو یہ وہی چاہتے ہیں کہ دوبارہ Directory بنائی جائے اور اس طریقے سے یہ ایک provision لائے ہیں لیکن Ordinance جو نیا ہے 49 of 2001 اس کا اگر یہ 216 Section پڑھتے تو اس کے sub-section(5) میں clear cut یہ چیز لکھی ہوئی ہے کہ Directory کی اجازت گورنمنٹ دے گی اور Commissioner of that zone shall issue. اس میں ساری چیزیں پہلے ہی موجود ہیں، اگر وہ پڑھنا چاہتے ہیں یا کہیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔ اس میں وہ requirement is met very much outrightly as it was done in 1993, in 1994 and 1997 under this very much provision. میں سمجھتا ہوں کہ اس بل کی چنداں مزید ضرورت نہیں ہے، ہر چیز موجود ہے اور Directory administrative order سے گورنمنٹ اجازت دے کر چھپواتی ہے اور وہ provision of law in this Ordinance is very much there اگر وہ پڑھنا چاہیں تو میں بھجوا دیتا ہوں، میرے پاس ہے تو اب اس کو amend کرنے کی ضرورت نہیں اور this process have been carried out by an administrative order which has been there in this provision, Section 216, sub-Section (5) of the Ordinance 2001 اب جو مناسب

سمجھیں، یہ اگر چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے if you refer it to the Committee but the thing has been met out of this law, further there is no need to make any amendment, everything is quite clear.

سینیٹر فرحت اللہ بابر، جناب چیئرمین ! میں فاضل وزیر صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس کی وضاحت کر دی۔ جس طرح انہوں نے خود فرمایا کہ Directory Income Tax payees کے بارے میں چھاپنے کا ایک executive order موجود ہے، اگر اس executive order پر عمل ہو رہا ہوتا تو ان کا Ordinance جو 49 ہے 2001 میں نافذ ہوا اور اب 2005 ہے تو ان چاروں سالوں میں یہ Directory کہیں تو چھپ چکی ہوتی، ایک سال تو چھپ چکی ہوتی۔ میرے Bill کا مقصد یہ تھا کہ Income Tax Directory چھاپنے کے لئے پارلیمنٹ کے قانون کی force ہو۔ اس لیے میری گزارش ہوگی فاضل وزیر صاحب سے کہ وہ بیشک اس کو مہربانی کرکے اپنی Standing Committee متعلقہ کو بھجوا دیں کیونکہ چار سال سے اگر executive order کے تحت یہ provision ہے اور Income Tax Directory نہیں چھپ رہی تو ضروری ہے کہ ہم اسے قانون کی force دے سکیں۔

سینیٹر وسیم سجاد، جناب والا ! باقی تو Minister for Parliamentary Affairs اس کا جواب دیں گے اور انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر واقعی یہ چاہتے ہیں تو ہم شاید نہ oppose کریں لیکن ایک بات میں سمجھتا ہوں کہ ایک آئینی دقت ہے ان کے راستے میں، اگر وہ اس پر غور کرلیں۔ یہ جو انہوں نے شق introduce کی ہے، اس کا مطلب یہ ہوگا کہ لاکھوں نام directory میں چھپیں گے اور لاکھوں directories چھپیں گی، اس سے جو اخراجات ہوں گے وہ Federal Consolidated Fund سے آئیں گے تو کوئی ایسا Bill جس کی وجہ سے Federal Consolidated Fund میں سے خرچ کیا جائے، وہ بغیر Federal Government کی منظوری کے پیش نہیں کیا جاسکتا اور اس ضمن میں جناب کی توجہ آئین کے Article 74 کی طرف دلواؤں گا، جس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ کوئی ایسا Bill جس کی وجہ سے Federal Consolidated Fund میں سے اخراجات کیے جائیں وہ Bill پیش ہی نہیں ہو سکتا جب تک کہ Federal

"a money Bill or a Bill or اس کی منظوری نہ دے۔ 74 میں ہے کہ Government
amendment

which if enacted and brought into operation would involve expenditure from the Federal Consolidated Fund or withdrawal from the public account of the Federation or affect the coinage or currency of Pakistan or the Constitution or the functions of the State Bank of Pakistan shall not be introduced or moved in Majlis-e-Shura, Parliament except by or with the consent of the Federal Government."

تو یہ ایک آئینی دقت ہے ان کے راستے میں، اس پر غور کرلیں، اس کے باوجود یہ چاہتے ہیں کہ کمیٹی میں جائے تو یہ دیکھ لیں کہ اس میں ایک آئینی رکاوٹ ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب چیئرمین! ایک اور گزارش میں کرنا چاہتا ہوں۔

At that time when it was carried out under the Administrative Order, I was the Law Minister, afterward, Mr. Raza Rabbani succeeded as an MOS. So, in that period this was done in People's Party Government from 1993 to 1996, when this directory was published under Administrative Order. Now they seek that it should be done through a provision of Law which is not at all required for that. It can be done through Administrative Order, otherwise the honourable Leader of the House has explicitly told us two of the Articles of the Constitution are prohibitory and this is true. If still the honourable Senator persistent........

Mr. Chairman: Bhinder sahib.

Senator Chaudhry Muhammad Anwar Bhinder: Sir, I want to bring to your notice, provisions of Article 73 and it says, "notwithstanding anything contained in Article 70, a Money Bill shall originate in the National Assembly," that has to originate in the National Assembly and that is to be referred to the Senate for report. This is a Money Bill, it regulates the income tax, therefore, the Bill cannot be originated or introduced in the Senate. I would very humbly request, as the honourable Minister for Parliamentary Affairs has said that he is prepared to refer it to the Standing Committee but my humble submission and appeal to the member concerned would be that we should not now introduce a new thing which cannot be introduced or should not be introduced here.

Senator Farhatullah Babar: Mr. Chairman, most humbly, I would like to request once again that the Bill should be referred to the Standing Committee. This debate whether it is a Money Bill, whether it is covered under Article 73 of the Constitution, certainly will come up before the Standing Committee.

عجیب بات ہے جناب چیئرمین کہ ایک administrative action CBR نے لینا ہے
کہ tax payers کی directory چھاپے گا اور CBR اپنے fund خرچ کرے گا اور CBR کو اس
بات کا اختیار ہے جناب چیئرمین! وہ reappropriation کرکے fund مختص کر سکتا ہے۔ یہ اسی
طرح بات ہے کہ اگر چیئرمین سی بی آر اپنے محکمے میں دس posts create کرنا چاہے، Does
the honourable Minister want us to believe that he has to come and
present a Money Bill in the Parliament. جناب چیئرمین! ان باتوں کو دیکھنے کے لیے
بہتر ہو گا کہ یہ Standing Committee کو refer کر دیں۔ خود حکومت کا دعویٰ ہے
transparency کا۔ اگر یہ بل سٹینڈنگ کمیٹی consider کرے کیونکہ یہ حکومت دعویٰ کرتی

ہے کہ وہ transparency پر believe کرتی ہے۔ میری آپ سے گزارش ہو گی' اس ہاؤس سے گزارش ہو گی کہ اس کو سٹینڈ نگ کمیٹی کو refer کیا جائے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔ یہاں پر بہت ہی صاف ستھرا لکھا ہوا ہے کہ who will decide the validity whether it is Money Bill or not. This Article 73 Clause 4 is very clear. If any question arises whether a Money Bill is a Money Bill or not. That decision of the Speaker of the National Assembly thereon shall be final. The Money Bill has to be with the National Assembly. No 1. It's validity has to be checked by the Speaker of the National Assembly, if he says it is not, or it is, that is his privilege and prerogative and it is the privilege of the Lower House. If you kindly consider what he seeks that it be referred to it will be against the norms. Pakistan Peoples Party (Parliamentarian) is very much there in the National Assembly and in this month session is coming. He may kindly give it to one of the colleagues. They can put it before the Lower House. Thereon the matter will be resolved.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، میرے خیال میں بل تو بڑا اہم تھا اس پہلو سے کہ بلاشبہ ایگزیکٹو آرڈر کے تحت یہ لسٹ شائع ہوسکتی ہے اور دو تین بار شائع ہوئی بھی لیکن مقصد یہ تھا کہ یہ optional نہ رہے بلکہ obligatory ہوجائے۔ اب جو نازک مسئلہ اٹھا ہے وہ یہ ہے کہ آیا یہ Money Bill ہے یا نہیں؛ بات صحیح ہے اگر یہ Money Bill ہے تو یہ یہاں پر originate نہیں ہوسکتا۔ It is very clear لیکن مجھے اس میں تحفظ ہے کہ آیا اسے Money Bill کہا جا سکتا ہے۔ اس لئے کہ Money Bill کے لئے میری نگاہ میں ضروری ہے کہ وہ revenue generation اور expenditure اس context میں ہو۔ ورنہ تو ہر وہ کام جو گورنمنٹ کرے گی اس پر خرچہ تو ہوگا۔ اگر ہم یہ general اصول مان لیں تو پھر سینیٹ بیکار ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ

کوئی بھی آپ obligation طے کریں۔ آپ یہ کریں کہ فلاں ادارہ قائم کیا جائے۔ ایک نیا بل آپ لے کر آئیں، مثال کے طور پر regulatory authority تو regulatory authority کا خرچہ تو ہوگا، آپ یہ کہہ دیں چونکہ اس پر consolidated fund سے خرچہ لازم آ رہا ہے اس لئے یہ Money Bill بن جاتا ہے یہ صحیح نہیں ہے۔ Money Bill کا basic concept یہ ہے کہ revenue, taxation لوگوں پر ان کی مرضی کے بغیر نہ ہو۔ اس کے لئے directly elected House کو، کچھ نظاموں میں، امریکہ میں ایسا نہیں، وہاں سینیٹ بھی کرتا ہے لیکن کچھ ممالک کے اندر یہ ہے کہ صرف directly elected House سے وہ بل originate کر سکتا ہے۔ یہ بات سمجھ میں آتی ہے لیکن ہر معاملہ جس میں کوئی financial cost involved ہو اور مجھے بتا دیں کہ کون سا معاملہ ہے جس میں financial cost involved نہیں ہے۔ اگر یہ بنیاد آپ بنائیں گے تو یہ بہت general اور flexible definition ہوگی۔ میری نگاہ میں یہ صحیح نہیں ہے تو Money Bill تو یہ نہیں بنتا۔ البتہ یہ بات مجھے ان کی صحیح لگتی ہے کہ اس کے لئے technically غالباً آرڈیننس جو اس وقت valid ہے۔ 79 تو غالباً ختم کیا جا چکا ہے اور اس کی جگہ replace کر دیا ہے 2001 میں اسے کرنا چاہیے، یہاں تک تو ان کی بات صحیح ہے لیکن اس کا اصل مقصد یہ ہے کہ جو کام optional ہے اسے لازماً کر دیا جائے and what I am submitting is that اس کا فائدہ ہوگا کرپشن کو روکنے میں، tax چوری کو روکنے میں اور اس کے نتیجے میں میری نگاہ میں ملک کے revenues میں اضافہ ہوگا consolidated fund میں زیادہ رقوم آئیں گی۔ اس طرح وہ generate کرے گا ایسا نہیں کہ اس میں کوئی adverse effect ہو۔

جناب چیئرمین، سواتی صاحب۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی. جناب ایسا نہیں کہ ایوان کے اندر -------

سینیٹر میاں رضا ربانی، میں ذرا عرض کردوں Sir کہ Press Galaries خالی ہیں۔ پتہ یہ چلا ہے اور مہربانی سے اگر آپ کسی Minister سے request کریں کہ رشا نور صاحب اور احسن نواب صاحب دو جرنلسٹ ہیں جن کو وانا کے اندر ابھی تھوڑی دیر پہلے شہید کر دیا گیا

ہے۔ ایک سفید گاڑی میں نا معلوم افراد سوار تھے اور انہوں نے ان پر اندھا دھند فائرنگ کی ہے۔ غالباً اس سلسلے میں جرنلسٹ نے واک آؤٹ کیا ہے۔ اگر آپ کسی Honourable Minister سے request کریں، اگر Interior Minister تشریف لے جائیں اور ان کو لے آئیں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی، جب بھی ایوان میں کوئی بل یا اس کی amendment پیش کی جاتی ہے تو جہاں تک مجھے معلوم ہے ہمیشہ mover کی intent دیکھی جاتی ہے۔ جناب فرحت اللہ بابر صاحب کی intent قطعاً یہ نہیں کہ وہ اخراجات سے متعلق ہے۔ جس طرح پروفیسر صاحب نے بجا فرمایا کہ اخراجات ہر بل یا اس کی amendment کا ایک حصہ ہوتے ہیں۔ ان کی intent یہ ہے کہ کم از کم ایک ایسی authentic list بنائی جائے جس کے اندر tax payer کی صحیح صورت حال قوم اور ملک تک پہنچ سکے۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ یہ کہوں گا کہ ان کی intent قطعاً بھی Money Bill یا اس کے متعلق نہیں ۔ ان کی intent یہ ہے کہ ایک ایسی لسٹ قوم کو بتائی جائے کہ کونسے tax payer ہیں جو باقاعدہ طور پر ہر سال tax دے رہے ہیں؟

جناب چیئرمین، رضا صاحب۔

Senator Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman! I am grateful. As far as the argument is concerned that this is a Money Bill. I am sorry I feel to agree with that argument because this Bill, in actual fact, all it is asking for is that a directory of names be published every year giving the particulars of the people who have paid or who have not paid the income tax and who are income tax assessee. So, therefore, I would not agree with the honourable Leader of the House or the honourable Minister for Parliamentary Affairs that it falls under Article 73, I also do not agree with the drawing of the attention of the honourable Minister to clause 4 of Article 73 saying that the final arbiter is the Speaker, that is when there is some grey area, and it is a Bill which has originated in the National Assembly.

Mr. Chairman! if you are good enough to look at clause 2 of Article 73, I will not read it out in detail but if you were to read clause 2 of Article 73 that lays down the broad perimeters as to describe what is and what is not a money bill and therefore, when you put this Bill to the litmus test in terms of the provisions of clause 2 of Article 73, it does not fulfil those requirements.

In the end sir, I would, in any case, request the honourable Leader of the House and the honourable Minister for Parliamentary Affairs that a lot of work goes in by private members in drafting the Bill, in putting it together and then finally bringing it to the stage when it should or should not be referred to the Standing Committee. When there are no outstanding irregularities in terms of the Bill, I think, it would be only in the fairness of things if the government showed magnanimity and let the Bill be referred to the Standing Committee.

Mr. Chairman: What about Article 73-A (2) C&d?

Senator Wasim Sajjad: Referred to Article 74 which says, that 'any Bill whose effect is to involve expenditure from the Federal Consolidated Fund, that can not be moved without the permission of the Federal Government, that was my argument. Now the question is if, let us say, directories are published, will this involve expenditure or can the directory be published without any expenditure. Is there any agency which publishes free directories in Pakistan?

The purprose of this Bill is to make it obligatory on the Board of Revenue to publish the directory which means it is obligatory on the part of the Board of Revenue to incur expenditupe. Now, where that expenditure comes from. The learned member said, it comes from the Board of Revenue. Where did the Board of Revenue get it from? From the Federal Consolidated Fund. So, the language is very clear. I think I read it before your honour sir, if you read it with me, 74 says, "A Money Bill, let us assume for the sake of argument, O.K, it is not a Money Bill or a Bill or an Amendment which if enacted and brought into operation, would involve expenditure from the Federal Consolidated Fund. Let us assume it is not a Money Bill, for the sake of argument, although it is, but is it a Bill which if enacted and brought into operation would involve expenditure from the Federal Consolidated Fund. Is it a free exercise? I think there are over a million tax payers. At the moment it is about fifteen lacs.

میرا خیال ہے کہ اس وقت پندرہ لاکھ کے قریب tax payers ہیں ۔

which means that this will involve some expenditure. It may be several lacs, it may be crores, I do not know but the Constitution says that even if one rupee is to be spent from the Federal Consolidated Fund and there is a law, which if brought into operation would involve the expenditure, it requires the permission of the Federal Government and there is purpose, reason behind it, there is purpose behind it because the Federal Government has to manage its expenses. They have to get it approved by the National Assembly.

So, therefore, sir it is a Bill which can not be moved but nevertheless, because my learned friend has said let it go there but with this caveat, we are firmly of the opinion that this cannot be moved but if the honourable member is convinced there in the Standing Committee, he should then withdraw the Bill. if he is convinced that it is a Bill which will involve expenditure from the Federal Consolidated Fund, we will not oppose it, let it go to the Standing Committee but if there is a good sense, I tell them that yes, what we were saying on this side is right then he should have the courtesy, I would say, or the goodwill or the kindness or whatever words I can use, he should then withdraw it and not insist upon it.

Mr. Chairman: With unanimity or kindness.

Senator Wasim Sajjad: May be kindness.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, if I may be allowed for the sake of record. If the argument of the honourable Leader of the House is to be taken on its face value then I am afraid that almost any and every Bill that is moved either by a private member or by the Government would be a Money Bill. The point here is that this expenditure which is to be incurred by the CBR, Central Board of Revenue, would fall under his administrative head and therefore, it would be under the administrative head that it would get the expenditure in the next budgetary allocation and therefore, the provisions of Article 74 or provisions of the Article 73 would not be attracted because as I said if we were to stretch it to that extent then almost any and every Bill that is moved would be incurring some form of an expenditure or the other. For example, if the Law Ministry tomorrow moves a Bill that new courts are to be set up and which I think they are planning to do and those new courts are to be set up that means an expenditure has to be incurred. That mean that is the Money Bill.

Senator Wasim Sajjad: No, No.

Senator Mian Raza Rabbani: Will that have to originate in the National Assembly? .

Mr. Chairman: The point is that it will be from the next financial year which can be extended or can be included in the budget.

(interruption)

Senator Wasim Sajjad: I am not saying that, I am saying, let us assume for the sake of argument, it is not a Money Bill, but is it a Bill which will involve expenditure and if it is.....

Mr. Chairman: Yes, and he is saying that it should be put in the budget next financial year.

Senator Wasim Sajjad: No, sir. Then it means that even if the Law Minister moves a Bill for the establishment of courts, he requires the consent of the Federal Government. He can not do without the consent of the Federal Government.

میں یہ کہہ رہا ہوں-

Mr. Chairman: So, either you have the consent to move it here or originate in the National Assembly that is what you suggest?

Senator Wasim Sajjad : No sir, for the sake of arguments, let us assume, concede that it is not a Money Bill, even then it is a Bill, because Money Bill is a technical thing, it is a Bill which will involve expenditure from the Federal Consolidated Fund and any Bill whether moved by a private member or by the Government, if it involves the expenditure, it has to have the consent of the Federal Government. Whether it is a Law Minister moving it or the Petroleum Minister moving it or myself moving it or anybody moving . This is the Constitutional mandate and in a parliamentary system of Government, it is not something new in Pakistan.

Mr. Chairman: Mr. Anwar Bhinder.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: I would very humbly submit that sub Article 2 of Artcle 115, says,

"For the purpose of this chapter, a Bill or Amendment shall be deemed tobe a Money Bill, if it contains provisions dealing with all or any of the following matters, namely:-

(a) the imposition, abolition, remission, alteration or regulation of any tax"

Would it not be regulation of the tax that this tax should be levied then it should be published, then it should be circulated. This is the regulation of the..

Mr. Chairman: Those who are following, they already regulate a tax. I think C and D, probably may be more relevant.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: He is suggesting the process that the tax should be regulated in this way.

2. In the Committee when the Senate is referring to us, sir, the direction to us would be that you considered a repealed act. you consider their repealed Act. You would be referring this motion; you would not be amending it. You would be referring this motion.

Mr. Chairman: As it is.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: And this motion, should we consider a repealed Act? Should we consider the repealed enactment? What should we consider, sir? Give us the direction that should we consider the repealed Act which is not in existence, which is a dead letter. We will consider that.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، میری یہ گزارش یہ ہے کہ kindly آپ یہ Bill Standing Committee on Law and Justice کو refer کر دیں۔ وہاں ہم sort out کر لیں گے۔

جناب چیئرمین، جی تھہیم صاحب۔

Senator Justice (Retd.) Abdul Razzak Thahim: I am sorry to say that when the thing cannot be moved before this House, how it can be referred to the Standing Committee? First of all, it is to be decided Mr. Chairman that whether it is a Money Bill or not Money Bill. If it is a Money Bill then the Standing Committee has no jurisdiction. I am also a Member, what we will consider? Then this first point is to be decided and I most respectly differ with the Leader of the House. When the jurisdiction point comes, Senate has not the jurisdiction then what the Standing Committee has the jurisdiction? Why should it be referred to the Standing Committee? We are the members of the Standing Committee. Mr. Bhinder, why are you putting the House in the awkward position? Let the Senate decide that this is a Money Bill or not? If your honour decides that this is a Money Bill then you can refer it to the Standing Committee. Otherwise it could be rejected on the legal points.

Mr. .Chairman: Mr. Naek.

Senator Farooq Hamid Naek: Thank you Mr. Chairman. The arguments that have been put forward by the honourable Leader of the House as well as the honourable Leader of the Opposition, two points have come forward. Accoring to the Leader of the House, the expenditure that would be met in the publication of the directory would be borne from the Federal Consolidated Fund and as a consequence thereof, it becomes a Money Bill. This is the argument that has been put forward by the honourable Leader of the House. Whereas the honourable Leader of the Opposition has put forward his argument that the expenditure that would be incurred in the publication of the directory would be met from the Administrative Head of the Central Board of Revenue. Then the moot point over here is to decide it where from the expenditure would be met. Sitting over here, we cannot adjudicate upon this point. So, in these circumstances, I would request that the matter be referred to the Standing Committee to decide on these two points. Then the point should be

decided that either it would become a Money Bill or not a Money Bill and, if it is not a Money Bill, then the Senate would have the power to pass this amendment in the Income Tax Ordinance. This is my submission.

جناب چیئرمین: وسیم سجاد صاحب کیا کرنا ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: آپ refer کریں۔ آپ move کریں۔

جناب چیئرمین: ایک سیکنڈ آغا صاحب۔

سینیٹر کامل علی آغا: ابھی ایک افسوسناک واقعہ ہوا ہے جنوبی وزیرستان میں، وہاں سے وانامیں ایک محسود جرگہ میں شرکت کے بعد دو صحافی اللہ نور اور امیر نواز صاحب بڑے prominent وہاں کے صحافی تھے۔ BBC، خیبر TV، نیشن اور APTN کے لیے کام کرتے تھے۔ ان کو چند نامعلوم افراد نے شہید کر دیا ہے۔ بڑا افسوس ناک واقعہ ہے۔ ہم اس افسوس ناک واقعہ پر بڑی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور پورا ہاؤس اس کے لیے ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ ان کے لواحقین کے ساتھ ہمیں بڑی ہمدردی ہے۔ ان کے لواحقین ایک بہت بڑے حادثے کا شکار ہوئے ہیں اور انہیں بہت صدمہ پہنچا ہے۔ میں منسٹر صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کا notice لیں اور ان کے لئے جو کچھ بھی ہو سکتا ہے وہ کریں اور جو ملزمان ہیں انہیں کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے حکومت کی طرف سے جو کچھ بھی ہو سکتا ہے وہ ہونا چاہیے۔ ہم اپنی صحافی برادری کے ساتھ اس ناگہانی واقعہ پر پوری ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر شہزاد وسیم صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: ابھی جس واقعہ کا ذکر کیا گیا یقیناً یہ ایک نہایت ہی افسوسناک واقعہ ہے، خصوصاً جب وہ اپنی پیشہ ورانہ ذمہ داریاں پوری کر کے جا رہے تھے۔ میں تو انہیں شہید ہی کہوں گا۔ میں اس ہاؤس کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ اس واقعہ کی مکمل تحقیقات کی جائیں گی اور ملزمان کو گرفتار کر کے قابل عبرت سزا دی جائے گی۔

جناب چیئرمین: پورا ہاؤس اس کی شدید مذمت کرتا ہے۔ جی تو پھر اُس کا کیا کرنا ہے؟ referred to the committee، یہ کمیٹی میں جا رہا ہے تو وہیں بات ہو جائے گی۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب آپ leave grant کے لئے question put کریں، ابھی بہت سا business رہتا ہے۔ پروفیسر صاحب مہربانی فرمائیں اس کو legal licit میں نہ لیجائیں ۔ I request to put a question for grant leave of this House. اس کے بعد اس کو بھجوائیں۔

جناب چیئرمین، جب آپ اعتراض نہیں کر رہے تو اسے کمیٹی میں decide کر لیں۔ Let him move item No. 3

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، نہیں جناب leave is must to be had out of this House

جناب چیئرمین، آپ item No. 3 move کریں، اسی پر ہو گا، میں وہی کہہ رہا ہوں۔

Senator Farhat Ullah Babar: I beg to introduce the Bill further to amend the Income Tax Ordinance, 1979 [The Income Tax (Amendment) Bill, 2004].

Mr. Chairman: The Bill introduced stands referred to the Standing Committee concerned. We may take up item No. 4. Prof. Ghafoor Ahmed.

The Pakistan Penal Code (Amendment) Bill, 2004

Senator Prof. Ghafoor Ahmed: Sir, I beg to move for leave to introduce the Bill further to amend the Pakistan Penal Code, 1860 [The Pakistan Penal Code (Amendment) Bill, 2004].

Mr. Chairman: Is it opposed?

Dr. Sher Afghan Khan Niazi: Sir, I have got no objection.

Mr. Chairman: Now, then we put it to the House, there is no objection. So, we may move on to item No. 5. Prof. Ghafoor Ahmed.

Senator Prof. Ghafoor Ahmed: Sir, I beg to introduce the Bill further to amend the Pakistan Penal Code, 1860 [The Pakistan Penal Code (Amendment) Bill, 2004].

Mr. Chairman: The Bill as introduced stands referred to the Standing Committee concerned. We go on to item No. 6. Mr. Kamran Murtaza.

Senator Kamran Murtaza: Sir, I beg to move for leave to introduce the Bill further to amend the Pakistan Penal Code, 1860 [The Pakistan Penal Code (Amendment) Bill, 2004].

Mr. Chairman: Is it opposed?

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب چیئرمین 'اس پر میں فاضل ممبر سے ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایک legal reform package آ رہا ہے اور وہ اس کا حصہ ہے جو کہ انہوں نے پیش کیا ہے اور ممکن ہے ان کے خیال میں یہ powerful ہو لیکن اس سے بھی زیادہ مضبوط legal reforms آ رہی ہیں اور Prime Minister صاحب نے یہ commit کیا ہوا ہے اور legal package تیار ہو رہا ہے۔ اس میں ان کو زیادہ مراعات دینے کے لئے بات ہوگی and we are going to introduce that legal reform package اور اس package میں یہ دیت والا حصہ موجود ہے اور بہتر حالات میں ہے۔

جناب چیئرمین، اس میں دیت کا ہے؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جی جناب اس میں ہے۔

So, I will request to the honourable member if he withdraws it. Definitely that's coming.

جناب چیئرمین، کب تک؟ He may want to know the time frame.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب Law Minister صاحب نے مجھے بتایا ہے، میں نے ان سے پوری طرح پوچھا ہے اور میرے اپنے علم میں بھی ہے۔ اب اس کی ضرورت نہیں ہے that package is coming, it will be passed with that package this thing. It was realized by the Government کہ وہ لوگ جو گل سڑ رہے ہیں ان کی سزا مکمل ہو چکی ہے، ان کے پاس دیت کی رقم نہیں ہے یا وسائل نہیں ہیں تو اس کے لئے اور بھی طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے۔ میں نے یہ سارا پڑھا ہے، یہ اتنا مضبوط نہیں ہے، جتنا وہ آ رہا ہے تاکہ وہ ملزمان جو اپنی سزا کاٹ چکے ہیں، ان کے پاس پیسے نہ ہونے کی وجہ سے جو دیت کے دینے ہیں تو ان کو کسی طریقے سے adjust کر کے، کسی مد سے یہ پیسے دیئے جائیں تاکہ ان کی جامع خلاصی ہو جائے اور وہ جیل سے واپس آ جائیں۔

جناب چیئرمین، اگر وفات پا جائیں تو ان کی estate سے بھی ہو، یہ ان کا point ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جی sir آ رہا ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، ہم وزیر محترم کی یہ بات welcome کرتے ہیں لیکن یہ bill آ گیا ہے تو اس کو introduce کر کے committee کو refer کر دیا جائے۔ In the meanwhile package آ جائے گا۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، آپ بلاوجہ committee کو burden کیوں کرتے ہیں۔ We will not oppose.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، جو حاضر ہے، اس کو لیجئے جو آنے والا ہے---

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، نہیں، نہیں آ رہا ہے، اس میں کوئی شک والی بات ہوتی تو میں نہ کہتا۔ میری ایک request ہے کہ ہم Standing Committee کو اتنا burden نہ کریں کہ وہ کوئی کام نہ کر سکے کہ ہر چیز اسی کو بھیجتے جائیں، جو مناسب ہو sir, ہم وہی بھیجیں۔

جناب چیئرمین، اگر refer کرتے ہیں تو آپ اس کو consult بعد میں کیجئے گا، اگر وہ آرہا ہے جب تک آ گیا۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، ٹھیک ہے، ایسے کر لیتے ہیں، مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، اگر تاخیر ہوئی تو آپ کے پاس ہو گا، اگر آگیا تو وہی واپس کر دیجیئے گا۔ Minister صاحب ٹھیک ہے، نیازی صاحب! oppose تو نہیں کر رہے تو پھر اس کو refer کر دیتے ہیں۔ آپ No.7 move کر دیں۔

Mr. Omar Ayub Khan: I beg to introduce the Bill further to amend the Pakistan Penal Code, 1860 [The Pakistan Penal Code(Amendment) Bill, 2004].

Mr. Chairman: The Bill as introduced stands referred to Standing Committee concerned.

Mr. Omar Ayub Khan: Thank you sir.

Mr. Chairman: We take up item No.8 Mian Raza Rabbani.

THE BANKING COMPANIES (AMENDMENT) BILL, 2004

Senator Mian Raza Rabbani: I beg to move for leave to introduce the Bill further to amend the Banking Companies Ordinance, 1962 [The Banking Companies (Amendment) Bill, 2004].

Mr. Chairman: Is it opposed?

Mr. Omar Ayub Khan: I oppose it sir and the reason being, I just read it out the Section-27 (b) of the Banking Companies Ordinance 1962. Sir, I will just read it out. "No, officer or member of a trade union in a banking company shall use any bank facilities including car or telephone to promote trade union activities or carry weapons into bank premises unless so authorised by the ......

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، جناب چیئرمین! point of order.

جناب چیئرمین، ختم کر لینے دیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، قاعدہ یہ ہے کہ اگر وزیر oppose کرتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ I oppose پھر introduce کرنے والا اپنی تجویز دیتا ہے اور پھر وہ جواب دیتا ہے۔

جناب عمر ایوب خان، ٹھیک ہے sir.

(مداخلت)

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، اگر accept نہیں ہے تو---

جناب چیئرمین، جی رضا صاحب۔

Senator Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman! I am grateful to you. Mr. Chairman! this is a law which is in contradiction to Article-17 of the Constitution of 1973, it is a law which is in violation of the IRO to which Pakistan is a signatory and particularly, this Section-27 (b) is a contrary to provisions of the old IRO 1969 and the controversial IRO 2004, which allows 25% of the members of the trade unions to be from outside the organization. Mr. Chairman! further the report of Justice Shafi-ur-Rehman Commission has also recommended that this Section may be deleted and further the Banking Companies Ordinance 1962 in itself deals with the other provisions of the Banking Companies but does not regulate the functioning of trade unions. The functioning of trade unions is regulated under the IRO. Now, Mr. Chairman! I would like to draw your attention that the provisions of this Section-27 (b) is redundant and in contradiction to the provisions of IRO 2002 which we consider to be a black law but which has been promulgated by this Goverment.

Mr. Chairman! Section 64-1(d) and (e) of IRO 2002 pertains to the harassment of the management which is dealt with under Section-27 (b). So, it is already present under the IRO. Section 64(1)g of the IRO 2002 pertains to the carrying of Arms which is mentioned in section 276. The following provision of section 27b are in violation of IRO 2002 and they are in violation of the law that they themselves have enacted. That is sections 23 and 24 of IRO 2002 provide for shop stewards and joint work councils respectively where as section 27b provides that no trade union activity will take place. Now, when the IRO provides for shop stewards that means that the trade union activity will take place obviously during office hours. There can be no shop steward who works after office hours. So, therefore, the provisions of 27b are in contradiction to the law that they themselve have enacted and which is IRO 2002. Section 6(1) (d) of IRO, 2002 provides for 25% of the Leadership to be from outside the organisation where as section 27b bans persons from outside to be members of the union. So, Section 27b is again in violation of their own law which they have brought about in IRO, 2002 which provides that the 25% leadership of the trade union can be from outside but 27b places a total ban. Therefore, sir, I would most humbly submit, through you, that this bill be referred to the Standing Committee for consideration.

Mr. Chairman: Minister Sahib.

Mr. Omar Ayub Khan: Mr. Chairman, thank you very much.

Sir, I will just read out section 27b and then I will respond to the arguments placed by the honourable Leader of the Opposition. Sir, Section 27b of the Banking Companies Ordinance, you are well aware of this sir, you have been heading a Bank yourself. Disruptive union activities, "no officers or member of the trade union in banking companies shall use any bank facilities, including a car and telephone, to promote trade union activites or carry weapons into bank premises unless so authorised bythe management or carry on trade activities during office hours or subject bank officials to physical harassment or abuse and nor shall be a person who is not an employee of the banking compainesin question to any person violating any of the provisions of the sub-section (1) shall be guilty of an offence, punishable with imprisonment of either description which mean extend to three years of fine or with both."

Now sir, coming on to this, the financial institutions are the life blood of any country's economy. They have to be protected at any cost. You have seen sir, that the decade of the 70s when nationalization took place, when there was rampant trade unionization in the country, what happened to the financial institutions. Who suffered because of those activities? The people of Pakistan, the ordinary people of Pakistan suffered, why? because the trade union activities instead of promoting healthy services, they went on towards hindering services, creating obstacles, raising the cost of business, raising the cost of services and ultimately causing a demise of the financial institutions of Pakistan for which the tax payers of Pakistan and the government of Pakistan had to pay.

Now, coming on to this sir, Article 17 of the constitution. It has been argued that it is violative of Article 17 of the constitution. Sir, I would beg to differ and I would beg to differ because Pakistan is a signatory of the ILO and if you will read in the convention of. 87 or 98 that requires that non employees or outsiders beallowed as a matter of right to become members of the trade unions limited to a particular bank, non members are not required to be inducted sir, similarly there is a ban that exists under section 72(A) of the IRO and that provides that no person who is not employed as workman in the industry in question can be a member of the trade union in that industry. And similarly sir, section 27(b) it extends the restrictions to provide that no person who is not an existing employee of the bank in question can be a member or officer of a trade union in that banking company. It is in no way violative of any of the provisions sir, of either the ILO or of the constitution of Pakistan. Infact, it has provided an incentive sir, let me finish. It has provided an incentive for the banks in Pakistan to carry on. healthy banking activities in a cogent manner, in a better manner and instead of a victim to trade union activities which actually hamper the functioning of the banking industry. Thank you sir.

Senator Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman! it is unfortunate that the Minister has passed such aspersions on trade union activities.

Mr. Chairman: No, no, but he has mentioned............

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, if you let me speak. It is very unfortunate that he has passed aspertions on trade unions and trade union activities but then that is in keeping in line with this governments anti labourer policy. He has gone in length to show that this Section 27 (B) is not violative of Article 17th of the Constitution. I don't know how he gets around that as to how it doesn't violate Article 17th of the Constitution. Trade unions throughout the world, may be his knowledge on trade unions is limited, may be his knowledge on multi-national is more vast but trade unions throughout the world have members from outside the organization and do not let me forget that even for a moments, a law which has been brought about by way of an ordinance and which later was rectified or given indemnity under the 17th Constitution Amendment Bill, a law which they talked so much about IRO 2002 Section 27 (B) not only in terms of allowing people from outside to be members of a trade union is in total violation of IRO 2002. I have quoted to you Section 61 (D) of IRO 2002, that is a law which hasnot been brought by me. That is a law which has been brought by thisgovernment. Section 61 (D) provides that 25% of the leadership of a trade union can be from outside. Now, if they want to have two contra distinctive laws functioning, then that is their responsibility, it is our draft as the opposition to show that this is an anti labourer law and if the government wants to expose itself further that it is pursuing an anti labourer and pro-business policy then that is theirout look but this law is clearly in violation of a law which they themselves have brought and that is IRO 2002. If they want to violate a law that they themselves have brought then there is very little I can do about it.

جناب چیئرمین، پہلے منسٹر صاحب۔

Mr. Omar Ayub Khan: Thank you very much sir. I would like to basically set the record straight, what the honourable Leader of the Oppostion mentioned that this government is anti labourer. On the contrary sir, the reason I read out Section 27 (B) of the banking companies ordinance is for this very reason to set the record straight. What is it prohibiting? It prohibits carrying of weapons, using the office premises for trade union activities which hampers the banking activities. Physical harassment, what are these? These are impediments to working within organization that is of utmost importance of a country. It is by no means stopping trade union activities. There are trade unions. In fact, this Article 17th, I will just read that out:-

"Every citizen shall have the right to form associations or unions, subject to any reasonable restrictions imposed by law in the interest of {sovereignty or integrity of Pakistan public order or morality].

If you read out Section 27 (B) of this law of the banking companies ordinance is not violated. It is just imposing some healthy restrictions to prevent unhealthy practices that were taking place in the 1970s which brought us to the morass which the economy faced and that is why in the 70s it was not just Pakistan that faced it. It was world wide phenomena that there were axes. There were socialist governments in the world. The Pakistan government of the Peoples Party being no exception, they nationalized institutions but then it went over board. Trade union activities instead of promoting trade during that period of time, there were certain axes. Trade union always also promote good activity but when there are axes it is the government's job as a regulator to step in and prevent those axes from taking place and that is why sir this Article 27(b) was inserted. It is by no way contrary or it does not violate Article 17 of the Constitution and similarly Section 27(b), which the honourable Leader of the House has said that it restricts the 25% representation from outside the respective organization. It does not put an obligation sir, to induct 25% office bearers from outside the organization. There is an option for the workers to hire services of experts if necessary and if a person, I have read out sir, the exact Section 2 that provided that no person who is not employed as workman in the Industry in question can be, a member of the trade union in that Industry, it is basically promoting healthy trade unionism and it does not allow rowdy elements or people who want to hinder the healthy functioning trade union activity to come and impede the business activity especially for financial institutions.

Mr. Chairman: Niazi Sahib.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب چیئرمین! اس میں دو عنصر ہیں۔ اگر آپ
Article 17 اور Clause 1 پڑھیں تو یہ سیدھی سادھی سی بات ہے کہ trade union ساتھ یہ
25% کا فلسفہ original جو اس کا Clause 1 of Article 71 and 17 ہے تو اس میں there is
nothing like that کہ 25% will be taken from outside. یہ clear cut کہ
reasonable law ہو گا۔ اب بات یہ ہے کہ

here it has been said that the violation has been done of Article 17 Clause

1 of the Constitution. Violation of Article asertained by the Superior Courts, particularly the Supreme Court of Pakistan, until and unless it is done so cannot be said the violation of the Constitution has been done because it is a serious breach of law, constitutional law which amounts to a serious offence. That is a high treason. Therefore, no violation has been committed so far if something has been remodeled. Secondly, they know there is an Article inducted out of 17th Amendment Article is 270(AA), all these laws which were legislated in the form of Ordinances, a power givento General Pervez Musharraf out of Zafar Ali Shah case 12 May 2000, paragraph 4 very much gives the power to promulgate law in the form of Ordinances and to amend the Constitution in para 5 of that decision of the court. Therefore, no violation has been done. It has been validated, affirmed and endorsed by the Parliament, therefore no violation has been so far carried out. If at all something was wrong, it has been condoned by the Parliament out of 17th Amendment under Article 270(AA), read into Clause 1 of it everything has been validated, affirmed and endorsed.

Mr. Chairman: There was also Banking Company Law 97, what is the difference. There was also a law in 1997 regarding the Trade Union activities.

Mr. Omar Ayub Khan: Banking Companies Ordinance, 1997 was also there. Yes, sir.

جناب چیئرمین، وہ کہہ رہے ہیں 1997 والا اس وقت پارلیمنٹ میں گیا تھا۔

Mr. Omar Ayub Khan: Sir, the Minister for Parliamentary

Affairs would be better able to answer to that question.

Mr. Chairman: Naek Sahib.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, I am on a point of order.

جناب چیئرمین، چلیں بھنڈر صاحب چونکہ senior ہیں اس لیے ان کو پہلے موقع دیتے ہیں۔

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, I would like to bring to your notice Rule 83, sub-Rule (3), "If a Motion for leave to introduce the Bill is opposed, the Chairman after permitting, if he so thinks fit, a brief explanatory statement by the Member seeking the leave and the Minister opposing it, may without further debate put the question." Sir, you have to put the question for the leave of the House.

Mr. Chairman: No, I think, he quoted the rules, let us put it to the House then. I think point

ان کا valid ہے۔

Senator Farooq Hamid Naek: Sir, let me speak.

Mr. Chairman: O.K.

سینیٹر فاروق حامد نائیک، جناب چیئرمین! یہ جو debate چل رہی ہے اس وقت۔

See, this is a subordinate legislation. As far as the Banking Companies Ordinance, 1962 is concerned and a Constitution of Pakistan under Article 17, certain fundamental rights have been given and these fundamental rights cannot be taken away by any subordinate legislation which is even in the form of the Banking Companies Ordinance, 1962. Article 17 of the Constitution gives the right to form associations or unions. If you read the Article, it says, "Every citizen shall have the right to form associations or unions, subject to any reasonable restrictions imposed by law in the interest of sovereignty or integrity of Pakistan, public order or morality."

The amendments in the Constitution concerning the sovereignty or integrity of Pakistan, public order or morality came by virtue of the 4th and the first amendment in 1974 and 1975 while Mr. Bhutto was still the Prime Minister of Pakistan. There are restrictions that are being imposed not in the functioning of the association but in the formation of the association. When an association has been formed or a trade union has been formed, it comes out of the ambit, it comes out of the purview of the restrictions that have been imposed by virtue of sovereignty or integrity of Pakistan, Public order or morality. This is the interpretation of Article 17 of the Constitution. Now, there is no restriction with regard to the functioning of the association or the functioning of the trade union under Article 17 of the Constitution. An unfettered right has been given to the formation of the association or trade union and the functions later on.

Now, 227 (b) lays down is the functioning and not the formation of the association and as a consequence whereof, the arguments that are being put forward by the honourable Minister are not cogent and not valid , No.1.

The honourable Minister has said because of the trade union activities there was the morass in the banking companies. May I point it to him that it was after 1977, during the period General Zia-ul-Haq was in power because of the bad loans that were created, the nationalized banks suffered and not during the period, Mr. Bhutto was in power and Mr. Bhutto was the Prime Minister of Pakistan. This has to be clarified because under General Zia-ul-Haq, all the bad loans were created and as a consequence whereof, the nationalized banks had the morass, not the private banks. They had nothing to do with it. Even the Banking Companies Ordinance, 1962 is applicable to them also

Mr. Chairman: Yes, I think it is becoming too long Naek sahib. Let it put to the House.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ Rule 83 کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔

"If a motion for leave to introduce the Bill is opposed, the Chairman, after permitting, if he so thinks fit, a brief explanatory statement by the member seeking leave and the Minister opposing it, may without further debate put the question."

جناب چیئرمین، جی ہاں' بھنڈر صاحب نے بولا ہے۔ We will put it to them. ٹھیک ہے۔ Now, we put it to the House.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، آپ دستور بھی اور rules بھی interpret کر رہے ہیں۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: No further debate is required at all.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، میں یہاں پر عرض کروں کہ آپ 83 کو دوبارہ پڑھیں۔ 83 (3) کہتا ہے The motion for leave for introduce the bill is opposed, the Chairman after permitting, it he so thinks fit. اب یہ if he so thinks fit جو ہے یہ apply کرتا ہے تین چیزوں کے اوپر۔

(مداخلت)

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، بات کرنے دیں آپ کو کون کہتا ہے کہ بیچ میں بولیں۔ یعنی if he so thinks fit آیا یہ صرف relevant ہے brief explanatory statement کے لئے یا یہ اس کے لئے بھی کہ may without further debate put the question میری نگاہ میں یہ apply کرتا ہے further debate پر۔ اگر چیئرمین یہ سمجھتا ہے کہ further debate کی ضرورت ہے تو debate کرائے گا۔ اگر نہیں سمجھتا تو نہیں کرائے گا۔ یہ آپ کی discretion ہے۔ یہ apply کرتا ہے ان تینوں clauses کے اوپر جو comma کے ساتھ آرہے ہیں اس لئے یہ کہنا کہ ----

جناب چیئرمین، نہیں نہیں۔ I agree کہ چیئرمین کی discretion ہے but I think I have heard enough. Now let it put to the vote.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، دوسری بات یہ ہے کہ جہاں تک بل کا تعلق ہے۔ رضا صاحب نے بھی پڑھا ہے کہ فی الحقیقت یہ ایک بڑا bad law ہے اس لئے کہ یہ کہتا ہے۔ Use any bank facility including a car or telephone to promote trade union activities اگر یہ کہتے کہ to promote disruptive activities تو بات ٹھیک تھی لیکن یہاں یہ نہیں کہا گیا بلکہ کہا گیا کہ to promote trade union activities آگے دوبارہ کہا ہے کہ the official to physical harassment or abuse nor shall be a person who is not an employee of the company یہاں بھی normal to carry on trade union activities. جس کے معنی یہ ہیں کہ خالص trade union activities جائز ہو، valid ہو اس کو remove کیا جارہا ہے۔ لیکن اگر-----

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: When it has got the leave, it is introduced and goes to the standing committee.

جناب چیئرمین، نیازی صاحب ایک منٹ میں ذرا عرض کروں۔ یہ جو تھا union
bank facilities. I was also in one of the banks at that time اس وقت activities
میں possession یونین کے پاس when this took place, was being misused
گاڑیاں تھیں Beyond their own union funds. اس سے جو چاہیں وہ کریں۔ لیکن جو
facilities ان کی نہیں تھیں اس کے use کے اوپر یہ directive تھا۔ یہ لوگ وہاں پر آکر
disturbance create کر رہے تھے اس لئے ان کو روکا گیا تھا۔ I know it from my own experience.

(مداخلت)

Mr. Chairman: Anyway let us put it to the House. I now put the motion before the House.

(The motion is negatived).

Mr. Chairman: Item No.10. Ch. Muhammad Anwar Bhinder.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, I had moved this Bill at a time when there was no law on the subject. After that a Bill already has been introduced that was referred to the Committee, that is pending with the Committee, thereafter an Ordinance has been issued and in view of these developments I will not ask for to introduce this Bill.

Mr. Chairman: So, it is then withdrawn.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: I am not asking for the leave.

Mr. Chairman: O.K. then we move on to the next item.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Yes, sir.

Mr. Chairman: Item No. 12. We may take up item No. 12. Dr. Kauser Firdaus may move the motion.

The Publication of the Holy Quran (Elimination of Printing Errors) (Amendment) Bill, 2004

Senator Dr. Kauser Firdaus: I beg to move for leave to introduce the Bill furtherto amend the publication of the Holy Quran (Elimination of Printing Errors) Act, 1973 [The publication of the Holy Quran (Elimination of Printing Errors) (Amendment) Bill, 2004].

Mr. Chairman: I am sorry, the Minister has requested for deferment, he is not present today.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: It is not opposed.

Mr. Chairman: It is not opposed. Ok. Then it will be referred to the Committee. No. 13.,

Senator Dr. Kauser Firdaus: I beg to introduce the Bill further to amend the publication of the Holy Quran (Elimination of Printing Errors) Act, 1973 [The publication of the Holy Quran (Elimination of Printing Errors) (Amendment) Bill, 2004].

Mr. Chairman: The Bill as introduced stands referred to the Standing Committee concerned. We move on to Item No. 14. Mr. Farhatullah Babar.

The Pakistan Commission of Enquiry (Amendment) Bill, 2004

Senator Farhatullah Babar: I beg to move for leave to introduce the Bill further to amend the Pakistan Commissions of Enquiry Act, 1956, the Pakistan Commissions of Enquiry Amendment Bill, 2004.

Mr. Chairman: Is it opposed?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Opposed Sir.

سینیٹر فرحت اللہ بابر، جناب چیئرمین! میں نے اس بل میں صرف یہ request کی ہے کہ پاکستان میں جب کوئی واقعہ ہوتا ہے اور ایک Commission of Enquiry بنایا جاتا ہے تو Commission of Enquiry اپنی رپورٹ تو حکومت کو submit کرتا ہے لیکن کوئی ایسی provision نہیں ہے قانون میں کہ وہ Commission of Enquriy اپنی رپورٹ لوگوں میں مشتہر کرے اور اس کی اطلاع لوگوں تک پہنچائے۔ اس قانون کا مقصد صرف یہ ہے کہ جو Commission of Enquiry ہو وہ اپنی enquiry رپورٹ کو publish کرے اور اگر Commission of Enquiry یہ سمجھتی ہے کہ یہ public interest میں نہیں ہے تو وجوہات record کرکے وہ یہ بتا دے کہ وہ یہ publish نہیں کر سکتی۔

جناب چیئرمین، ایسا نہیں ہو رہا؟

سینیٹر فرحت اللہ بابر، ایسا نہیں ہو رہا جی' اب ایسا نہیں ہو رہا۔ قانون میں ایسا نہیں ہے اور کئی enquiries ہوئی ہیں۔ کیا کسی Enquiry Commission کی رپورٹ سامنے آئی ہے؟ مثلاً آپ دیکھیں اوجڑی کیمپ کا واقعہ ہوا تھا' Enquiry Commission بنا تھا۔ کیا اس Enquiry Commission نے Report publish کی؟ بے شک وہ publish نہ کریں لیکن جب Enquiry Commission لکھ کے دیتا ہے کہ ہم یہ publish کرنے کے خلاف اس لیے ہیں کہ National Security کا issue involved ہے وغیرہ وغیرہ تو that is understandable لیکن right now قانون میں ایسی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب چیئرمین! معزز رکن نے بڑی خوبصورتی سے بات کی ہے اور میں endorse کرتا ہوں۔ یہ simple recommendations ہوتی ہیں'

recommendatory report ہوتی ہے اور شہید بھٹو نے بھی حمودالرحمٰن کمیشن قائم کیا اور انہوں نے وہ رپورٹ نہیں چھاپی۔ جس سے آدھا ملک ہمارا چلا گیا ۔ Therefore, no need. There is just a recommendatory report. اوجڑی کیمپ کا واقعہ ہوا جیسے خود انہوں نے فرمایا' یہ recommendations ہوتی ہیں اور بعض اوقات ایسی صورت حال پیدا ہو جاتی ہے کہ اگر وہ رپورٹ as such is made public it can damage the public order, it can damage the fame of certain persons. اس لیے میں گزارش کروں گا معزز ایوان سے کہ there is no need to make it public. It should be kept as such. ہماری اپنی پیپلز پارٹی کی دو حکومتیں سابقہ بھی آئیں، شہید بھٹو نے بھی اس کو public نہیں کیا۔ Three times we had chance, we did not do. کیونکہ یہ اب ضرورت ہی نہیں اور نہ یہ ہونی چاہیے کیونکہ بعض اوقات ایسی رپورٹیں ہوتی ہیں جو ملکی security and integrity سے متعلق ہوتی ہیں۔ اگر یہ قانون ہم نے بنا دیا تو پھر اس طریقہ کار سے وہ ہر حالت میں print ہوں گی and it will damage the security of the country. It will leak our secrecy. Therefore, I will humbly submit to the honourable member not to press this Bill. It is not required at all.

سینیٹر فرحت اللہ بابر، جناب چیئرمین! فاضل وزیر صاحب کے ان خدشات کا باقاعدہ اس بل میں نوٹس لیا گیا ہے اور ان کے اس خدشے کے ازالے کے لیے اس بل میں گنجائش موجود ہے۔ میں آپ کی اجازت سے پڑھتا ہوں۔ Provided that the Commission may on its own accord or on an application or objection made by the Federal یعنی حکومت کی or the concerned provincial governments prohibits اور publication of its proceeding or release of its orders or interim or final reports to the press or public, if the commission holds for the reasons to be recorded in writing that such prohibition is necessary in the interest of integrity, security or defence of Pakistan or

any part thereof.

تو وزیر صاحب کا جو خدشہ ہے کہ Commission of Enquiry اپنی تمام reports چھاپے گا، ہر گز ایسا نہیں ہے۔ اگر مرکزی حکومت کو اعتراض ہو، کسی صوبائی----

جناب چیئرمین، یہ کہہ رہے ہیں کہ record پورا رہا کرے ignore نہ ہو جائے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب چیئرمین! آپ Question put کریں Rule-83 کے تحت۔

Mr. Chairman: We put the motion before the House.

(The motion was rejected).

(interruption)

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب والا! counting کی جائے۔

Mr. Chairman: I think you all should sit together.

ٹھیک ہے۔ اگر کہتے ہیں تو count کر لیں go ahead

(اس موقع پر counting کی گئی)

Mr. Chairman: The motion stand rejected.

(The motion was rejected)

Mr. Chairman: Mian Raza Rabbani, do you want to move item No.16.

The Removal from Service (Special Powers) Ordinance 2000 Repeal Bill, 2004.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I beg to move for leave to introduce the Bill to repeal the Removal from Service (Special Powers) Ordinance, 2000 [The Removal from Service (Special Powers) Ordinance 2000 Repeal Bill, 2004].

Mr. Chairman: Is it opposed?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: I oppose it.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, as it appears that the Government has decided to oppose all legislation which is in favour of labourer. And since they have brute majority at the moment, as a mark of protest, I will not put any further argument and you may put the motion to the House.

Mr. Chairman: I put the motion before the House.

(The motion is rejected)

Mr. Chairman: The motion was rejected. Item No. 18.

سینیٹر کامل علی آغا : میری ایک item No.42 ہے ۔ اسے آپ لے لیں otherwise یہ رہ جائے گی۔ پچھلی مرتبہ بھی یہ رہ گئی تھی ۔ Leader of the Opposition سے بھی بات ہو گئی تھی۔ اگر آپ مہربانی کریں تو اسے پیش کرنے دیں۔

جناب چیئرمین : یہ کون سی ہے۔

سینیٹر کامل علی آغا : یہ committees والی ہے اور یہ item No.42 ہے۔ مہربانی کرکے اسے پہلے لے لیں ۔

جناب چیئرمین : وسیم صاحب۔

Senator Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman! in protest to the Government attitude of rejecting all Bills which are being moved by the Opposition, we stage walk out.

Mr. Chairman: All Bills are being considered.

سینیٹر کامل علی آغا: لیکن ربانی صاحب! item No.42 تو لے لیں۔

جناب چیئرمین: وہ تو voting ہوئی ہے otherwise all items are being considered.

(اس موقع پر اراکین اپوزیشن ایوان سے walk out کر گئے)

جناب چیئرمین: یہ جو آغا صاحب کہہ رہے ہیں، اس کو لے لیں-

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: ابھی وہ آ جاتے ہیں، اس لئے پہلے ان کے items لے لیتے ہیں-

سینیٹر کامل علی آغا: جناب والا! میں پہلے place کر لوں-

سینیٹر کامران مرتضیٰ: میرے نام پر item No.18 ہے- ظاہر ہے، اس نے بھی reject ہونا ہے اور ویسے بھی میرے ساتھی walk out کر گئے ہیں-

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: آغا صاحب! آپ motion move کریں-

سینیٹر کامل علی آغا: جناب والا!

جناب چیئرمین: پہلے انہیں item No.18 move کر لینے دیں-

The Anti-terrorism(Amendment) Bill, 2004.

Senator Kamran Murtaza: I beg to move for the leave to introduce theBill further to amend the Anti-terrorism Act, 1997 [The Anti-terrorism (Amendment) Bill, 2004].

Mr. Chairman: Is it opposed?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: It is opposed.

Mr. Chairman: Do you want to say something on that.

Senator Kamran Murtaza: Sir, by this amendment, I am requesting for deletion of section 21(h). Sir, (h) should be omitted because it is a violation of Article 37 to 40 of *Qanoon-i-Shahadat* Ordinance, 1984. The power to record the confession can not be given to the Police sir.

Your goodself may see the words of Section (21) (h). Conditional admissibility of the confession.

Notwithstanding anything contained in Qanoon-i-Shahadat Order 1984, No. 10 of 1984 or any other law for the time being in force, wherein any court proceedings held under this Act, the evidence which includes the circumstancial and other evidence produced raises the presumption that there is a reasonable probability that the accused has committed the offence. Any confession made by the accused during the investigation without being compelled before a police officer not below the rank of Superintendent of Police may be admissible in the evidence against him, if the court so deems fit, sir.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Sir, you kindly put it. No further arguments are required.

Mr. Chairman: You still oppose it.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Yes, we oppose it.

Mr. Chairman: We will put the motion before the House.

(The motion was rejected)

Mr. Chairman: The motion is rejected.

سینیٹر کامران مرتضیٰ، اس amendment کو بھی oppose کیا گیا۔ پولیس کے سامنے confession کو admissible بنایا گیا۔ ---

(مداخلت)

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جس نے بھی کیا تھا اب تو ہم omit کرانا چاہ رہے ہیں۔ Under protest, I am walking out.

(The member walked out)

جناب چیئرمین، وسیم صاحب اب کونسا item لینا ہے ۔

سینیٹر کامل علی آغا، میری request ہے کہ پہلے ۴۲ لے لیں۔

سینیٹر وسیم سجاد، میں نے ان کو کہا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم نہیں آئیں گے اور ہم walk out کرتے ہیں تو باوجود میری استدعاکے، request کے ، کافی میں نے ان کی منت سماجت کی کہ ہم آپ کے جو amendments accept کر سکتے تھے۔ Accept کیا ہے اور میں نے ان کو example بھی دی ہے کہ بابر صاحب کے سلسلے میں serious reservation تھی لیکن ہم نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا ۔ کوثر فردوس صاحبہ نے قرآن کے بارے میں بل پیش کیا ، ہم نے کوئی اعتراض نہیں کیا پھر وہ جو غفور صاحب کا بل تھا اس پر اعتراض نہیں کیا تو جو ہم accept کر سکتے تھے وہ کھلے دل سے ان کو accept کیا لیکن کچھ ایسی چیزیں ہوتی ہیں جو حکومتی level پر accept نہیں کی جاسکتیں ، مثلاً آپ کے سامنے دو بل تھے ایک وہ تھا ۔ Trade Union activities کے بارے میں رکاوٹ نہیں تھی کہا کہ بندوقیں لے کر نہ جائیں، کار کو misuse نہ کیا جائے۔ اگر کمپنی نے آپ کو کار دی ہے تو آپ ضرور استعمال کریں لیکن دھونس سے ، زور سے کار پکڑ کر استعمال کرنا اس پر پابندی ہے۔ بندوق اور پستول لے کر جانا ٹریڈ یونین کے لیے اس پر پابندی ہے ۔ Trade Union پر کوئی پابندی نہیں ہے ۔ اسی طرح وہ Commission of Inquiry کی بات تھی ۔ Commission of Inquiry کی رپورٹ جو تھی وہ recommendation ہوتی ہے۔ اس میں حکومت فیصلہ کرتی ہے اور انہوں نے بڑا اچھا example دیا کہ حمود الرحمن کمیشن رپورٹ جو کہ بہت اہم رپورٹ تھی اس کو اس وقت بھی پیپلز پارٹی گورنمنٹ نے publish نہیں کیا ، نہ صرف اس وقت نہیں کیا بلکہ سالوں سال pulish نہیں ہوئی ، یہ تو بعد میں آ کر پچھلے پانچ چھ سال میں publish کیا گیا تو یہ recommendations ہوتی ہیں۔ حکومت اس کو دیکھ کر فیصلہ کرتی ہے۔ اب اس کا بھی فیصلہ کہ کس طرح ان recommendations کی تشہیر کی جائے تاکہ public order disrupt نہ ہو ، تو میں نے کافی ان کی منت کی ہے لیکن وہ نہیں مان رہے ہیں تو اس لیے میرا

خیال ہے continue کیا جائے۔

جناب چیئرمین، which is the next item اب کونسا item لینا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ ان کی رپورٹ ہے ۴۲

جناب چیئرمین، اس سے پہلے آپ کو ۴۱ کرنا پڑے گا۔ جی وسیم صاحب۔

سینیٹر وسیم سجاد، ۴۰ کی رپورٹ lay کرنی ہے وہ بھی lay ہو جائے۔

Mr. Chairamn: Yes, please.

Laying of Reports.

Senator Ahmed Ali : Thank you Mr. Chairman. I beg to present the report on the Conmitteee of the Federal Employees Benevolent Fund and the Group Insurance (Amendment) Bill, 2004, referred to it by the House on 8th December, 2004, for making recommendations to the National Assembly.

Mr. Chairman: The report stands presented. No.41, please.

Senator Kamil Ali Agha: On behalf of the Chairman Committee on Rules of Procedure and Privileges I move that under sub-rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the time for presentation of report of the Committee on Rules of Procedure and Privileges regarding amendments in Rules 107, 115 and 140 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, be condoned till today.

Mr. Chairman: So,I put it to the House.

(The motion is carried)

Mr. Chairman: Item No. 42. Mr. Kamil Ali Agha.

Senator Kamil Ali Agha: On behalf of the Chairman Committee on Rules of Procedure and Privileges to present report of the Committee on Rules of Procedure and Privileges on the amendments in rules 107, 115 and 140 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988.

Mr. Chairman: Report stands presented. Item No. 43.

Consideration of proposed Amendments by Committee on Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Mr. Chairman sir, I beg to move that the proposed amendments in Rules 107, 115 and 140 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, as reported by the Committee on Rules of Procedure and Privileges, be taken into consideration at once.

Mr. Chairman: It has been moved that the proposed amendments in Rules 107, 115 and 140 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, as reported by the Committee on Rules of Procedure and Privileges, be taken into consideration at once.

(The motion is carried)

Mr. Chairman: Item No. 44. Dr. Sher Afgan Khan Niazi.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب چیئرمین! اس میں amendment ہے it should be separate by disposed of. He shoud be called if he doesn't, amendment must be ......if he is not available in the office.

Mr. Chairman: I think from the movers for the amendment is nobody here.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، نہیں جناب‘ وہ بلائیں گے if the person does'nt resopond then it shall be said, they are dropped اس کے بعد then I read into this

Mr. Chairman: The proposed amendment that after Rule 115, new rule 115-A and 115-B be added?

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب اس میں جو بھی amendments ہیں وہ آپ پہلے call کریں۔ جناب جو amendments ہیں وہ کہاں ہیں؟ with the names, the amendment is entered in a separate list to be provided.

جناب چیئرمین، نہیں‘ ہمارے پاس تو نہیں ہے‘ میرے خیال میں move کرنے والے نہیں ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، نہ ہوں جناب۔ نام call کریں گے۔ یہ 43 کے بعد لکھا ہوا ہے Amendment entered in a separate list to be moved.‘ سیکریٹری صاحب where is the amendment, you have not given it?

سینیٹر وسیم سجاد، اس کا مطلب ہے کوئی نہیں ہو گی۔ لگتا ہے کوئی amendment نہیں ہے۔ میری تو 45 اور 46 آ رہی ہے‘ 43 کے بعد کوئی amendment ہے؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب چیئرمین! اگر آپ کی فائل میں نہیں ہے تو پھر 44 پر آئیں I should be allowed to go.

جناب چیئرمین، ایک منٹ double چیک کر لیں۔ وسیم صاحب آپ کی کوئی amendment ہے؟

سینیٹر وسیم سجاد، جی جناب میری ہو گی۔

جناب چیئرمین، آپ کی کوئی amendment ہے 140 کے rule میں is it in this or separate.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب! اصل میں ہوا یہ ہے کہ وسیم صاحب نے دی تھی‘ وہ انہوں نے اوپر لکھ دی تھی‘ میرے خیال میں they have mistakenly done this thing.

سینیٹر وسیم سجاد، جناب! میرے خیال میں یہ میری amendment ہے‘ وہ غلطی سے آ گئی‘ اس میں ‘میں نے یہ amendment move کی ہے

in the proposed rules 140 in sub-rule(1) for the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, as reported by the Committee on Rules of Procedure and Privileges further full stop occurring at the end a collin be substituted and thereafter following proviso be added namely:-

Provided to the Chairman may in consultation with the Minister for Parliamentary Affairs direct there are two or more ministries will be combined for the purpose of a standing committee.

Mr. Chairman: We put your amendment to the House.

سینیٹر وسیم سجاد، جی ہاں this amendment put to the House

Mr. Chairman: The amendment is adopted.

(The amendment was adopted)

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Mr. Chairman! I beg to move that the proposed amendments in rules 107, 115 and 140 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988 and amended, be passed.

جناب چیئرمین، اچھا چلو ٹھیک ہے۔ should be passed as amended

(The amendment was passed)

سینیٹر وسیم سجاد، اب میری amendment ہے at 45.

Mr. Chairman: 45.

Senator Wasim Sajjad: It's in sub-rule (3) of rule 242

وہ یہ ہے کہ

Sir, I beg to move under sub-rule (3) of the rule 242 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, that in rule 153 of said Rules, for the word "three", occurring in the second line, the word "five" be substituted.

اس میں آپ پہلے leave کر لیں۔ It is not opposed آپ پوچھ لیں۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: It is not opposed.

Mr. Chairman: To have the leave of the House.

(The leave was granted)

Senator Wasim Sajjad: I beg to move under sub-rule (4) of rule 242 of the Rules of Procedure and conduct of Business in the Senate 1988, that the proposed amendment in the said Rules be taken into consideration.

Mr. Chairman: That is passed also.

اچھا کریں۔

Senator Wasim Sajjad: I beg to move that the amendment which has been made to sub-rule (4) of the rule 242 in the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988, be passed.

Mr. Chairman: It is passed, the proposed amendment is passed.

(The Amendment was passed)

جناب چیئرمین، کونسے پر۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، ان کا ہے sir اور اس کے بعد 20 پر آنا ہے۔

جناب چیئرمین، 19 تو ہو چکا ہے۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: This is very important. The Bill to amend the National Security Council Act

والا' یہ item No.20 ہے' sir, it is vey important.

Mr. Chairman: Now, we are taking up item No. 20 Professor Ghafoor Ahmad, Professor Khurshid Ahmad, Maulana Gul Naseeb Khan, Dr. Muhammad Ismail Buledi and Professor Muhammad Ibrahim Khan.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: If they are not present, you have called sir, now this Bill be dropped, this is the procedure, they are not interested in it.

Mr. Chairman: Next item.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، Next 21 کو لے لیں جی۔

جناب چیئرمین، 21 drop ہو گیا ہے۔ بائیں کو لے لیں۔

Mr. Chairman: We may now take up item No. 22. Mrs. Rukhsana Zuberi, Dr. Abdullah Riar, Mian Raza Rabbani, Sardar Muhammad Latif Khan Khosa and Mr. Farooq Hamid Naek move the motion. Movers are not present? It is dropped as per rules.

We may now take up item No. 24. Mr. Farhatullah Babar may move the motion. Mover is not present. As per rules it is dropped.

We may now take up item No. 26. Mr. Kamran Murtaza. Mover is not present. As per rules it is droped.

کیا آگے چلتے جائیں یا کیا کریں ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ، جی ٹھیک ہے ۔

Mr. Chairman: We may now take up item No. 28, Maulana Gul Naseeb Khan, Prof. Muhammad Ibrahim Khan, Sahibzada Khalid Jan, Prof. Ghafoor Ahmed, Molvi Agha Muhammad, Syed Hidayatullah Shah, Haji Liaqat Ali Bangulzai, Dr. Azizullah Satakzai and Mr. Rehmatullah Kakar Advocate would move for leave to introduce the Bill further to amend the Constitution of the IslamicRepublic of Pakistan{The Constitution(Eighteenth Amendment) Bill, 2004}.. Movers are not present. As per rules that is dropped.

Item No. 30 stands in the Name of Mrs. Rukhsana Zuberi. Please move the resolution. Mover is not present. As per rules it is dropped.

Item No. 31 stands in the name of Ch. Muhammad Anwar Bhinder. Please move the resolution.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: No. 31. Sir, I beg to move that

"The Senate of Pakistan urges upon the Federal Government to allocate sufficient grant in the next budget to the Oil and Gas Development Corporation forthe development and extension of sui gas to the areas where sui gas has not so farbeen provided."

جناب والا، عرض کروں۔

Is it opposed, if it is not opposed then it would be passed unanimously

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: It is put before the House.

Mr. Chairman: Nobody wants to speak. I know put the resolution before the House. It has been moved that " The Senate of Pakistan urges upon the Federal Government to allocate sufficient grant in the next budget to the Oil and Gas Development Corporation for the development and extension of sui gas to the areas where sui gas has not so far been provided." But this is not the job of the OGDC. It is the gas distribution compaines, Sui Southern, Sui Northern, OGDC does not provide the gas.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Who so ever is Petroleum Ministry ....

جناب چیئرمین، Minister صاحب سے پوچھ لیتے ہیں -

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، او جی ڈی سی سے اس کا تعلق نہیں یہ سوئی ناردرن اور سوئی سدرن کے ذریعے سے کی جاتی ہے - جہاں تک فنڈ کا کہہ رہے ہیں تو وہ Federal Government provide کرے تو وہ ان کو lines کے ساتھ extend کرسکتے ہیں -

Mr. Chairman: Those who are in favour of the resolution may say Ayes. Those against say No.

(The Resolution stand passed unanimously)

Mr. Chairman: Next item No. 32 stands in the name of Mrs. Kalsoom Perveen. Please move the resolution.

سینیٹر کلثوم پروین، "یہ ایوان سفارش کرتا ہے کہ بلوچستان میں Oil Refinery لگائی جائے -"

Mr. Chairman: Any statement from the Minister. It is opposed or not.

Petroleum Minister کچھ بولنا چاہ رہے ہیں -

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل ، Oil Refinery کے سلسلے میں بات یہ ہے کہ پہلے اس پر NOC کی اجازت ہوا کرتی تھی - اب حکومت نے اجازت دی ہے کوئی بھی investors لا سکتے ہیں اور Oil Refinery قائم کرسکتے ہیں - اس پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے - جو بھی investor آنا چاہے اور جو بھی جگہ منتخب کریں اور Refinery لگانا چاہیں ہم welcome کرتے ہیں -

Mr. Chairman: Now, I put the resolution before the House. It has been moved that:-

"The House recommends that an oil refinery be set up in Balochistan".

(The resolution was adopted unanimously)

Mr. Chairman: So, the resolution stands passed unanimously. The next resolution stands in the name of Mian Raza Rabbani. Item No. 33. Not present. As per rules dropped.

Mr. Chairman: Item No. 34 stands in the name of Syed Hidayatullah Shah and Syed Muhammad Hussain, please move the resolution. Not present. It isdropped as per rules.

MOTION

(Under Rule 194)

Mr. Chairman: Item No. 35 stands in the name of Mrs. Gulshan Saeed, please move the motion.

سینیٹر گلشن سعید ، جناب چیئرمین ! میں سمجھتی ہوں کہ اس کو بعد میں کسی دن لیا

جانے کیونکہ health policy discuss کرنی ہے۔ آج کوئی یہاں پر لوگ ہیں بھی نہیں۔
جناب چیئرمین، اتنے لوگ تو ہیں۔ آپ move کر دیں۔

Senator Gulshan Saeed: I move that the House may discuss the health policy of the Government with particular reference to the facility of free medical treatment for the needy persons.

Mr. Chairman: Is it opposed?

اس کو admit کر لیں۔ discussion تو بعد میں ہو گی۔

Senator Wasim Sajjad: Sir, as a commence motion.

Mr. Chairman: O.K then we take it up as a commence motion.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Next is Item No. 36, stands in the name of Mr. Muhammad Akram, Not present. It is dropped.

Item No. 37, stands in the name of Mr. Sanaullah Baloch. Please move the motion. Not present. It is dropped as per rules.

Item No. 38, stands in the name of Prof. Khurshid Ahmed. Please move the motion. Not present. It is dropped.

Item No. 39, stands in the name of Haji Liaquat Ali Bangulzai. Not present. It is dropped.

Item No. 40, presentation of report.

یہ تو ہو گیا ہے۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: All the agenda has been completed.

جناب چیئرمین، اس پر جو approval لئے تھے۔ The Finance Committee has to take the rest of the Administrative decisions. اس کے ساتھ پھر جتنے financial matters ہیں وہ بھی بے شک authorize کر دیں۔

سینیٹر وسیم سجاد، جناب کا میرے خیال میں اشارہ ہے کہ یہ جو کمیٹیاں بنائی جائیں گی ان کے لئے کچھ اخراجات ہوں گے۔ مثلاً

transport, offices, staff. I think to avoid further delay, I think the House should approve any expenditure that may be involved in the establishment of these committees.

Mr. Chairman: And they will report to the Finance Committee with the authorization is there. For that also is approved that the necessary steps that are linked to it and expenditure is approved.

Senator Wasim Sajjad: Sir, the House has no objection to that.

Mr. Chairman: The Chairman is authorized for them.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، آپ اس پر ووٹ ڈال دیں۔

Mr. Chairman: And that is put to the vote.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: So, the Chairman is empowerd. It is the end of the today's agenda. The House stands adjourned to meet again on Wednesday the 9th February, 2005. at 4.00 P.M. Thank you very much.

[The House was then adjourned to meet again on Wednesday the 9th February, 2005. at 4.00 P.M.]